قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 23/نومبر 2022ء | 27/ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 23/نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 256

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۪ وَاَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ ۪ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳۹﴾

(الشوریٰ: 39)

ترجمہ: اور جو اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُن کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے اُنہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

فرمان خلیفۂ وقت

جماعت کو اپنے نمائندے ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جو ان کے نزدیک ایک تو سمجھ بوجھ رکھنے والے ہوں۔ ہر میدان میں ہر ایک ماہر نہیں ہوتا، کوئی کسی معاملے میں زیادہ صائب رائے رکھنے والا ہوتا ہے یا مشورہ دے سکتا ہے، کوئی کسی معاملے میں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ عبادت گزار ہونا چاہئے اور حقیقی عبادت گزار ہمیشہ تقویٰ پر قدم مارنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرے اور جہاں قرآن اور سنت کے مطابق واضح ہدایات نہ ملتی ہوں وہاں وہ اپنی سمجھ اور علم کو خدا سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جب نمائندگان کو افراد جماعت اس حسن ظنی کے ساتھ منتخب کرتے ہیں تو جو نمائندگان شوریٰ ہیں ان پر بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اس ذمہ داری کو ادا کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کے افراد نے آپ پر حسن ظن رکھتے ہوئے قرآن کریم کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے کہ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا (النساء: 59) کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ خدا کرے کہ اکثریت نمائندگان جو وہاں شوریٰ میں آئے ہوئے ہیں ان کا انتخاب اسی سوچ کے ساتھ ہوا ہو اور کسی خویش پروری یا ذاتی پسند کی وجہ سے نہ ہوا ہو۔

(خطبہ جمعہ 24/ مارچ 2006ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- خدا حفاظت میں اپنی رکھے، ہو اس کے فضلوں کا سایہ سر پر (منظوم)
- احکام خداوندی
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- سو سال قبل کا الفضل
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ امریکہ 2022ء
- ایک یادگار جلسہ سیرت النبیؐ

فرمانِ رسولؐ

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔

(جامع ترمذی ابواب الادب باب ان المتشار موتمن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

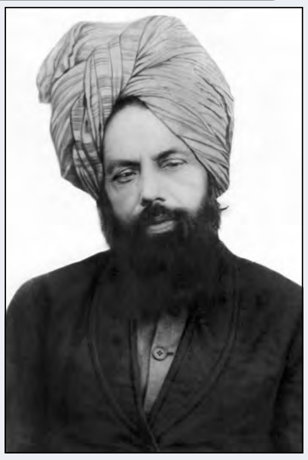

- اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت وسکون نہ ہو گا اور اپنی ہر ایک پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۶۰﴾ (الانعام: 60) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے، تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا، لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑیگا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے، وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے، لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنۡ عَادَیٰ لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ اٰذَنۡتُہٗ بِالۡحَرۡبِ (الحدیث) جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اب دیکھو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 10 ایڈیشن 1988ء)

- اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّیُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ (الانفال: 30) وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِہٖ (الحدید: 29) یعنی اے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہو گا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہو گا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہو گا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 177-178)

دربارِ خلافت

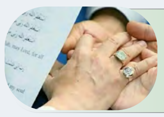

ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے عمل سے بچوں کو بھی نمازی بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے عمل سے بچوں کو بھی نمازی بنائیں۔ اپنے عمل سے بچوں کو بھی سچ پر قائم کریں۔ اپنے عمل سے دوسرے اعلیٰ اخلاق بھی اُن کے سامنے رکھیں تا کہ وہ بھی اُن اخلاق کو اپنانے والے ہوں۔ جھوٹی قسمیں کھانے سے اپنے آپ کو بھی بچائیں تا کہ بچے بھی بچ سکیں۔ عملی طور پر بچپن میں پیدا کئے گئے خیالات کا کس قدر اثر رہتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی کی مثال دی ہے جو سکھوں کے ایک رئیس خاندان سے تھے اور احمدی ہو گئے تھے، گائے کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور اُن کے ساتھیوں نے اُن کی چِڑ بنالی تھی کہ ہم نے آپ کو گائے کا گوشت ضرور کھلانا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ مہمان خانے میں آگے آگے وہ تیز تیز چلے جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے اُن کے دوست کہہ رہے ہیں، ہم نے آپ کو آج یہ بوٹی ضرور کھلانی ہے اور وہ ہاتھ جوڑ رہے ہیں کہ خدا کے لئے یہ نہ کرو اور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کو یا کسی اَور نومسلم کو کسی نے کھلا دی تو عملاً اتنی کراہت آئی کہ اُس نے اُس کی قے کر دی۔ اُس کو اُلٹی آ گئی۔ تو یہ بچپن سے گائے کے گوشت سے نفرت پیدا کرنے کا نتیجہ ہے کہ بڑے ہو کر مسلمان ہو کر پھر بھی اُس سے کراہت ہے۔ اب عقیدہ کے لحاظ سے بیشک انہوں نے اپنا عقیدہ بدل لیا۔ نیا عقیدہ اختیار کر لیا لیکن ماں باپ نے عملی نمونے سے اُن کو گائے کے گوشت سے جو نفرت دلوادی تھی وہ پھر بھی دُور نہ ہوئی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ عمل چونکہ نظر آنے والی چیز ہے اس لئے لوگ اُس کی نقل کر لیتے ہیں اور یہ بیج پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ لیکن عقیدہ کیونکہ نظر آنے والی چیز نہیں ہے اس لئے وہ اپنے دائرے میں محدود رہتا ہے اور اس کی مثال اس طرح ہی ہے کہ عقیدہ ایک پیوندی درخت ہے۔ درخت کو جس طرح پیوند لگائی جائے تو پھر اُس سے نئی شاخ پھوٹتی ہے، نئی قسم کا پھل نکل آتا ہے۔ اُسے خاص طور پر لگایا جائے تو لگتا ہے۔ عمل کی مثال تخمی درخت کی طرح ہے یعنی جو بیج سے پھیلتا ہے۔ آپ ہی آپ اس کا بیج زمین میں جڑ پکڑ کر اُگنے لگ جاتا ہے جب بھی موسم سازگار ملتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 346-350 خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ مئی 1936ء)

پس بُرے عمل کا پھیلنا بہت آسان ہے اور یہ معاشرے میں اپنوں کے بدعمل کی وجہ سے بھی پھیلتا ہے اور غیروں کے بدعمل کی وجہ سے بھی پھیلتا ہے۔ یعنی نیکیوں اور بدیوں کے پھیلنے میں معاشرے کا بہت زیادہ اثر ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس بات کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ بعض اور اسباب بھی ہیں جو ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف اور اپنے بچوں کی عملی اصلاح کی طرف ہمیشہ توجہ رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

(خطبہ جمعہ 13/ دسمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خدا حفاظت میں اپنی رکھے، ہو اس کے فضلوں کا سایہ سر پر

حسین تصوّر جو تیرا آیا تو بے خودی میں ہنسا کروں گا
میں سوچتا ہوں کہ سامنے میں نے تجھ کو پایا تو کیا کروں گا

زمیں کی گردش یونہی چلے گی، فلک پہ تارے رواں رہیں گے
جو چاند روشن ہوا کرے گا، میں دل کا روشن دیا کروں گا

کوئی جو نزدیک تیرے آئے، وہ دور تجھ سے کبھی نہ جائے
مری بھی خواہش یہی ہے اب تو، قریب تیرے رہا کروں گا

خدا حفاظت میں اپنی رکھے، ہو اس کے فضلوں کا سایہ سر پر
خدا جو توفیق دے، ہمیشہ ترے لیے یہ دُعا کروں گا

ہزاروں عاشق ترے جہاں میں جو اک اشارے پہ جاں لُٹا دیں
میں تجھ سے یہ عہد کر رہا ہوں، ہمیشہ تجھ سے وفا کروں گا

ہے کتنے برسوں سے ساتھ اپنا، چلے ہیں اک راستے پہ طارق
میں عادی اب اس کا ہو چکا ہوں، نہ وہ ہوا تو میں کیا کروں گا

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 63

مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

جہاد (حصہ پنجم)

مسجد حرام کے قرب و جوار میں قتال کی ممانعت

وَلَا تُقٰتِلُوۡهُمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوۡكُمۡ فِيۡهِ

(البقرہ:192)

اور ان سے مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں۔

مسجد حرام سے روکے جانے کے سبب زیادتی نہ کرنے کا حکم

وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا

(المائدہ:3)

اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو۔

حرمت والے مہینے چار ہیں ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ‌ ؕ ذٰ لِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ‌ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً‌ ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۶﴾

(التوبہ:36)

یقیناً اللہ کے نزدیک جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے۔ اُن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا دین ہے۔ پس ان (مہینوں) کے دوران اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا اور (دوسرے مہینوں میں) مشرکوں سے اکٹھے ہو کر لڑائی کرو جس طرح وہ تم سے اکٹھے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

عزت (حرمت) والے مہینوں میں قتال منع ہے

يَسۡـــَٔلُوۡنَكَ عَنِ الشَّهۡرِ الۡحَـرَامِ قِتَالٍ فِيۡهِ‌ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِيۡهِ كَبِيۡرٌ

(البقرہ:218)

وہ تجھ سے عزت والے مہینے یعنی اس میں قتال کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دے کہ اس میں قتال بہت بڑا (گناہ) ہے۔

حرمت کے مہینوں میں دفاعی قتال کی اجازت

اَلشَّهۡرُ الۡحَـرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَـرَامِ وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۹۵﴾

(البقرہ:195)

عزت والا مہینہ عزت والے مہینے کا بدل ہے اور تمام حرمت والی چیزوں (کی ہتک) کا بدلہ لیا جائے گا۔ پس جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر ویسی ہی زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر کی ہو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ یقیناً متقیوں کے ساتھ ہے۔

نسی (حرمت کے مہینوں میں تبدیلی) منع ہے

اِنَّمَا النَّسِىۡٓءُ زِيَادَةٌ فِى الۡكُفۡرِ‌ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُحِلُّوۡنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوۡنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔـوۡا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ‌

(التوبہ:37)

یقیناً نَسِیٔ کفر میں ایک اضافہ ہے۔ اس سے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا گمراہ کر دیا جاتا ہے۔ کسی سال تو وہ اُسے جائز قرار دیتے ہیں اور کسی سال اُسے حرام قرار دیتے ہیں تا کہ اس کی گنتی پوری رکھیں جسے اللہ نے حرمت والا قرار دیا ہے، تا کہ وہ اُسے جائز بنا دیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

اموال غنیمت کی تقسیم اور اس کے اصول

مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ كَىۡ لَا يَكُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَيۡنَ الۡاَغۡنِيَآءِ مِنۡكُمۡ‌ ؕ وَمَاۤ اٰتٰٮكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰٮكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ‌ ۘ﴿۸﴾ لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا وَّيَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ‌ ۚ﴿۹﴾

(الحشر:8-9)

اللہ نے بعض بستیوں کے باشندوں (کے اموال میں) سے اپنے رسول کو جو بطور غنیمت عطا کیا ہے تو وہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے ہے اور اقرباء، یتامیٰ اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ یہ (مالِ غنیمت) تمہارے امراء ہی کے دائرے میں چکر لگاتا رہے اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ اُن درویش مہاجرین کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے اموال سے (الگ کئے گئے)۔

(نوٹ: سورۃ الحشر کی ان دو آیات اور سورۃ الانفال کی آیات کے مطابق اموالِ غنیمت درج ذیل میں تقسیم ہو سکتا ہے)

1. اللہ کے لئے (دینی کاموں کے لئے)
2. رسول کے لئے
3. اقرباء
4. یتامیٰ
5. مساکین
6. مسافروں کے لئے
7. تا ایسا نہ ہو کہ یہ مالِ غنیمت امراء ہی کے دائرے میں چکر لگاتا رہے
8. درویش مہاجروں کے لئے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے اموال سے الگ کئے گئے۔

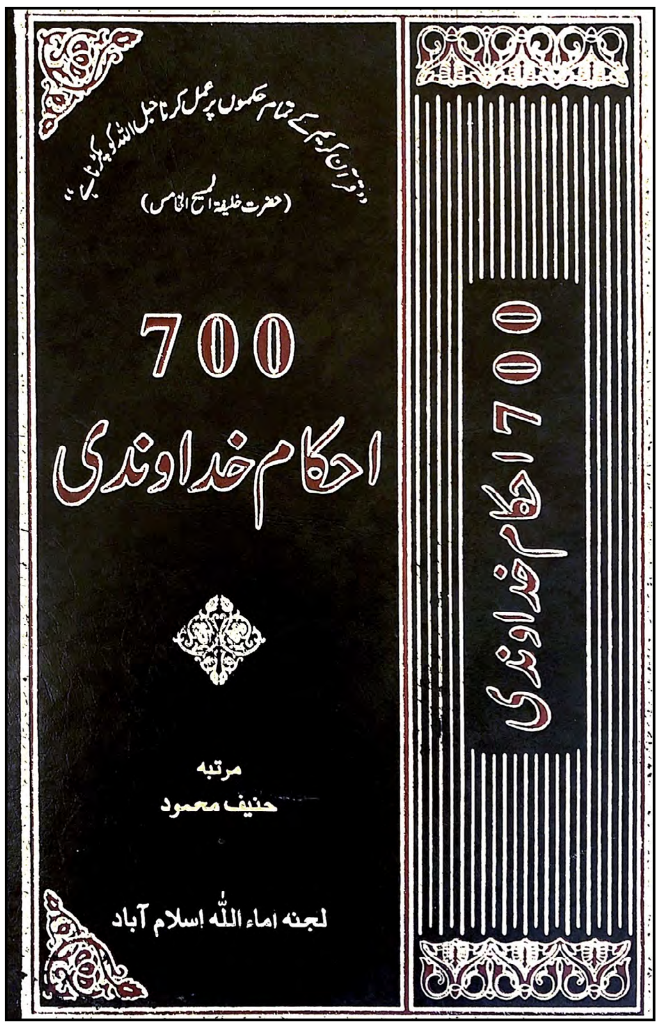

اموالِ غنیمت میں حلال طیب کھاؤ

فَكُلُوۡا مِمَّا غَنِمۡتُمۡ حَلٰلًا طَيِّبًا

(الانفال:80)

پس جو مالِ غنیمت تم حاصل کرو اس میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ۔

وَمَاۤ اٰتٰٮكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ

(الحشر:8)

اور رسول جو تمہیں عطا کرے۔

جزیہ کا حکم

حَتّٰى يُعۡطُوا الۡجِزۡيَةَ عَنۡ يَّدٍ وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ ﴿۲۹﴾

(التوبہ:29)

یہاں تک کہ وہ (اپنے) ہاتھ سے جزیہ ادا کریں اور وہ بے بس ہو چکے ہوں۔

دو قوموں کی جنگ روکنے کے لئے مشترکہ مساعی کی ہدایت

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا‌ ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۱۰﴾

(الحجرات:10)

اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 456-460)

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 70

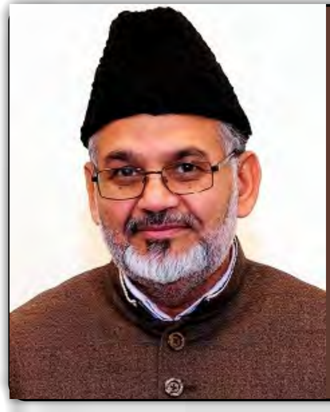

کلمہ طیبہ کی حقیقت

آپ فرماتے ہیں: ’’میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ تمہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہیں۔ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہوسکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔‘‘

حضور علیہ السلام نے یہودیوں کی مثال دی کہ وہ بھی تو تورات پر ایمان لاتے تھے۔ مگر ان کا اندرونہ صاف نہ تھا اس لئے ان کو سور اور بندر بنا دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ہی ماننے والے ہوں اور ان کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔ فرماتے ہیں:

’’خوب یادرکھنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں...... لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہوں گی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی......! اب یادرکھنا چاہئے کہ کلمہ جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود، محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے۔ یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں۔ اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے۔ سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے...... یعنی جس نے صدق دل سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظ کہہ دینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بے کار اور نکمے ہو جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 102-103)

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بار بار اپنی جماعت کے لوگوں کو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے کیوں کہ مذہب اسلام یہی سکھاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور پیوند ہو۔ اگر مذہب یہ بات نہیں سکھاتا تو وہ مذہب مذہب ہی نہیں اور یہ تعلق صرف اور صرف نماز کے ذریعہ قائم ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک قوم آپ کے پاس آئی اور اسلام قبول کیا اور کہنے لگے کہ ہم اسلام کی سب باتیں ماننے کو تیار ہیں مگر ہمیں نماز معاف فرمائی جاوے کیوں کہ یہ مشکل بھی ہے اور ہم مصروف لوگ ہیں آپؐ نے اس کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ جب نماز ہی نہیں تو پھر ہے ہی کیا؟

خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور وفا کا تعلق پیدا کرنے کے بعد مزید لکھا کہ یہ جو آج کل پاکستان میں ہو رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اسلام صرف نام کا رہ گیا ہے۔ عملی حالت بالکل ٹھیک نہیں رہی۔ زبان سے صرف لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار ہے اور دلوں سے خوف خدا بالکل نکل چکا ہے اور صحن سینہ سے ایمان اسی طرح پرواز کر چکا ہے جس طرح پرندہ گھونسلے سے اُڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی جان لینا، قتل و غارت کرنا اور درندگی سے پیش آنا ان کا دینی مشغلہ بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 22/ جولائی 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ھدی یہی ہے‘‘ کی اگلی قسط خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ یہ مضمون وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

دنیا انٹرنیشنل نے اپنی اشاعت 22/ جولائی 2011ء میں خاکسار کا مضمون ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے‘‘ کی پانچویں قسط خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ یہ مضمون وہی ہے جو اس سے قبل دیگر اخبارات کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔ کہ اسلام دنیا کے تمام بحرانوں کا حل پیش کرتا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ جہاں زبان سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کیا جائے وہاں دل کی عزیمت سے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ نیز کلمہ طیبہ کی حقیقت بھی حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ صرف زبان سے کہہ دینا کہ ہم مسلمان ہیں کافی نہیں۔ خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنا چاہئے اور وہ نماز کے ذریعہ ہی ہوتا ہے اور آخر میں پاکستان کے لوگوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

ڈیلی بلٹن اپنی اشاعت 26/ جولائی 2011ء میں صفحہ A9 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان

“Freedom Impossible Without Justice”

کہ ’’آزادی بغیر انصاف کے ممکن نہیں ہے‘‘ شائع کرتا ہے۔

امریکی اپنا یوم آزادی 4/ جولائی کو مناتے ہیں جبکہ پاکستانی 14/ اگست کو یوم آزادی مناتے ہیں۔ یہ امریکہ اور پاکستان کے ایام آزادی کی قربت ہی صرف ایک ایسی چیز ہے جس سے امریکہ کے پاکستان سے تعلقات کو ’’قریب‘‘ قرار دیا جاسکتا ہے۔ دیگر تمام معاملات میں ہم رات اور دن کی طرح الگ الگ ہیں۔ اس بات کا سہرا بھی امریکہ کو جاتا ہے کیونکہ اس کے آئین اور ترامیم میں شہریوں کو ان کے حقوق اور تحفظ کی حفاظت کے ذرائع فراہم ہوتے ہیں۔ بیشک مختلف گروہوں اور طبقوں کے ذریعہ ان حقوق اور آزادی کے حصول کے لئے کئی دہائیاں لگ گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ جس آزادی کی نمائندگی کرتا ہے وہ ایک چمکتی ہوئی روشنی ہے جو لوگوں کو پوری دنیا سے ہمارے ساحلوں کی طرف کھینچتی ہے۔ امریکہ ایک مثالی جگہ ہے جہاں کے لوگ پہلے نمبر پر امریکی ہیں اور پھر دوسرے نمبر پر قومیت اور مذہب ہے۔ امریکی خواب میں یہ انوکھے پن کا خاصہ خواب ہی ہے جس کو سب کے لئے حقیقت بنانا چاہئے۔ افریقی باشندے غلام بنا کر امریکہ لائے گئے تھے اور آخر کار نہ صرف اچھے دل کے لوگوں کی کوششوں سے آزاد ہوئے تھے بلکہ تھامس جیفرسن (غلام مالک اور آزادی کے اعلان کے مصنف) کے وعدے کے الفاظ سے فیضیاب بھی ہوئے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہمیں ان سچائیوں کو خود کو ظاہر کرنے کے لئے رکھنا ہے کہ تمام انسان برابر پیدا ہوئے ہیں اور یہ کہ انہیں اپنے خالق کے ذریعہ کچھ ناقابل اعتبار حقوق سے نوازا گیا ہے جن میں زندگی، آزادی اور خوشی کی جستجو ہیں۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جنہوں نے بالآخر ہمارے آئین بل آف رائیٹس کو جنم دیا ہے۔ وہ آزادی جو تمام مسلم اقوام کے حکومتی منشور میں ہے کیا وہ واقعی قرآن مجید میں بیان کردہ انصاف کے احکام پر عمل پیرا ہیں؟

ایک مسلمان ملک، پاکستان نے انصاف کی سمت صحیح راہ پر اس وقت آغاز کیا جب 14/ اگست 1947ء کو اس کے بانی محمد علی جناح نے ریاست کے کنٹرول سے پاک مذہبی آزادی سے لطف اٹھانے کے لئے تمام پاکستانیوں کے بنیادی حقوق بیان کئے تھے۔ اس تقریر میں جناح نے اعلان کیا کہ ہر پاکستانی، مسلمان، عیسائی، یہودی، ہندو یا سکھ اپنی مساجد، گرجا گھروں، عبادت خانوں یا مندروں میں جانے کے لئے آزاد ہیں۔ ریاست پاکستان کسی بھی شہری کے مذہبی معاملات یا مذہب کے انتخاب میں مداخلت نہیں کرے گی۔ تاہم جب جناح انتقال کر گئے مذہبی آزادی کا خواب بھی ان کے ساتھ ہی دفن ہو گیا۔ اس دور کے ملّاں وقت ضائع کئے بغیر قومی اسمبلی میں پاکستان کو ایک غیر مذہبی ریاست کی بجائے اسلامی ریاست کی حیثیت سے ظاہر کرنے کے لئے برسر پیکار ہو گئے۔ چونسٹھ سال بعد (یہ 2011ء کی بات ہے) پاکستان میں تمام مذہبی اقلیتیں مرکزی سنی ملاؤں اور ان کے اجتماعات کے تعصب، ظلم و ستم اور خوف و ہراس میں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے آئین اور تعزیزی ضابطے لوگوں کے مذہبی حقوق، آزادی اور جناح کے تصور کے مطابق زندگیوں کے تحفظ کی بجائے، توہین مذہب اور مذہبی اظہار کے آزادانہ استعمال کو مجرم قرار دینے والے، خوفناک توہین رسالت کے قوانین کے ذریعہ ان کی موت کی منظوری دیتے ہیں اور وہ یہ سب کچھ اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے نام پر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان میں کسی کو بھی محض اسلام کے ذریعہ توہین رسالت کے الزام میں جرمانہ، جیل یا یہاں تک کہ موت کی سزا بھی دی جاسکتی ہے اور توہین کے لفظ یا فعل کے ذریعہ پیغمبر اسلام کے لئے کوئی ثبوت درکار نہیں ہے کیونکہ اسے پیش کرنے سے اس مبینہ جرم کو دوبارہ کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا۔

احمدی مسلمان، عیسائی، شیعہ مسلمان، سکھ اور ہندو سب ان بدنما توہین رسالت کے قوانین کے سب سے بڑے شکار ہیں۔ جو اپنے ہی گھروں، رہنماؤں اور یہاں تک کہ اپنی زندگیوں تک سے اپنے پڑوسیوں اور کاروباری حریفوں کے ہاتھوں باقاعدگی سے بے دخل ہو رہے ہیں۔ یہ ایک روحانی کینسر ہے جس سے تین دہائیوں سے ہزاروں بے گناہ جانیں شکار ہوئی ہیں۔ اس کینسر سے اصل فائدہ اٹھانے والے اشتعال انگیز ملّاں ہیں۔ مذہبی علماء اور جنونی طور پر گستاخ رسول کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 1400 سال قبل مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا اور انہیں

’آسمان کے نیچے بدترین مخلوق‘‘ قرار دیا تھا لیکن کیا پاکستانی مسلمان یہ سنتے ہیں اور اپنے مذہب کے بانی کی اس وارننگ والی پیشگوئی پر عمل کرتے ہیں تا کہ خود کو مسلمانیت کے اس طاعون سے نجات دلاسکیں؟ اس کے برعکس، پاکستانیوں کی اکثریت یا تو ملّاؤں کے خوف سے کاربند ہے یا خوشی خوشی ان ہی ملّاؤں کی قابل نفرت حرکتوں کی حمایت کرتی ہے۔ اگرچہ پاکستان کو ’’جمہوریت‘‘ کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کوئی جمہوریت نہیں۔ نہ ہی انصاف ہے اور نہ ہی شہری حقوق، نہ قانون کے تحت یکساں تحفظ موجود ہے۔ قانون کی حکمرانی کو ان ملّاؤں نے اپنی مٹھیوں میں بند کر رکھا ہے جو نفرت اور قتل کی زہر آلود آوازوں کے ساتھ خود کو اجاگر کر رہے ہیں اور ان کی جماعتیں عملی طور پر پاکستان کی ہر مسجد میں اس جہنم میں داخل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں مستقل مذہبی اقلیتوں کی زندگیوں میں حقیقی ٹھوس روحانی تبدیلی اور حقیقی انصاف پر اثر انداز ہونے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ملک کو مولویت سے پاک کیا جائے۔ اس مقصد کی طرف پہلا اور سب سے مؤثر قدم یہ ہے کہ پاکستان کے آئین اور تعزیری ضابطوں سے توہینِ رسالت کے قوانین اور سزاؤں کو نکالا جائے اور اگلا قدم قانون کی حکمرانی کو سختی سے نافذ کرنا ہے اور تمام پاکستانیوں کو قانون کے تحت یکساں تحفظ فراہم کرنا ہے۔ جب پاکستان کا آئین، امریکی آئین سے مشابہ ہونے لگے گا تب ہی دونوں ممالک کے مابین ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات قائم ہونے لگیں گے۔ جنہیں باہمی احترام، انسانی حقوق اور حقیقی مذہبی آزادی پر مبنی ایک ’’قریبی‘‘ کہا جاسکتا ہے۔ تب ہی بانی پاکستان محمد علی جناح اپنی قبر میں سکون سے رہ سکتے ہیں اور پاکستان یعنی ’’پاک سرزمین‘‘ پر فخر کیا جاسکتا ہے۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 29/ جولائی 2011ء میں خاکسار کا یہی مضمون کہ انصاف کے بغیر آزادی کا کیا مطلب؟ من وعن شائع کیا۔ نفس مضمون وہی ہے۔

نیوز انڈیا ٹائمز نے اپنی اشاعت 22/ جولائی 2011ء میں صفحہ 3 پر خاکسار کا مضمون انگریزی میں بعنوان کہ آزادی بغیر انصاف کے؟ من وعن خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔

الاخبار نے اپنے عربی سیکشن کی 27/ جولائی 2011ء کی اشاعت میں صفحہ 8 پر حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کی ساتھ شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے ’’نماز، دعا اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنا‘‘ یہ خطبہ اس سے قبل الانتشار العربی کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 29/ جولائی 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’رمضان المبارک سے کس طرح فائدہ اٹھایا جائے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے قرآن و حدیث، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات، خلفاء کرام کے خطبات اور اقوال بزرگان سے رمضان میں نیکیوں کے بجالانے کی ترغیب دی ہے اور ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(1)نماز باجماعت (2)قیام اللیل یعنی تہجد (3)نماز تراویح (4)تلاوت قرآن کریم (5)دعائیں کریں، دعائیں کریں (6)ذکر الٰہی، توبہ و استغفار اور درود شریف کا ورد (7)صدقہ و خیرات کی فضیلت (8)صدقۃ الفطر (9)رمضان کا آخری عشرہ لیلۃ القدر و اعتکاف (10)لیلۃ القدر (11)عید الفطر

ان 11 باتوں کی تشریح، توضیح اور ان کی اہمیت خصوصاً رمضان المبارک کے حوالہ سے اور فقہی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 29/ جولائی 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’رمضان المبارک سے کس طرح فائدہ اٹھایا جائے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے۔ 11 پوائنٹس رمضان المبارک کے حوالہ سے استفادہ کی غرض سے بیان کئے گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 2/ اگست 2011ء میں صفحہ 20 پر انگریزی سیکشن میں ہماری ایک خبر شائع کی ہے جس کا عنوان ہے:

’’ماہ رمضان کا مہینہ یکم اگست سے شروع ہو رہا ہے۔‘‘

’’رمضان کا مہینہ انسان کی روحانی حالتوں کو ترقی دینے اور تزکیہ نفس کے لئے آتا ہے۔‘‘

’’مسلمان اور غیر مسلم سب کو مسجد بیت الحمید میں رمضان کی عبادات اور ڈنر میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔‘‘

اخبار لکھتا ہے امریکہ میں رمضان یکم اگست سے شروع ہو رہا ہے جب کہ یورپ اور دیگر علاقوں میں دو اگست سے رمضان شروع ہو گا۔ رمضان کا مطلب ہے کہ صبح سے شام تک خدا کی خاطر انسان اپنے آپ کو کھانے پینے اور دیگر حوائج ضروریہ سے باز رکھے۔ امام شمشاد نے رمضان کا مقصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ رمضان انسان کی روحانی حالتوں کو مزید صیقل کرنے اور تزکیہ نفس کے لئے آتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان اپنی اصلاح کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہے۔ اس سے ضبط نفس بھی بڑھتا ہے اور قربانی کرنے کا مادہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ نیز دوسروں کا خیال رکھنا بھی رمضان کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ رمضان کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان کے اندر دوسروں کے لئے ہمدردی بھی پیدا ہوتی ہے اور وہ اچھے اعمال بجالانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ضرورت مندوں کے لئے مالی قربانی اور ان کی مدد کی بھی ترغیب ملتی ہے۔

اس قسم کا پیغام اس سے قبل جماعت احمدیہ برطانیہ کے سالانہ جلسہ پر بھی دیا گیا تھا جو 22 تا 24/ جولائی کو لندن میں احمدیہ مسلم جماعت کا ہوا تھا۔ جس میں 30 ہزار احباب شامل ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا حضرت مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے اپنی جماعت کے لوگوں کو تقویٰ اور عملی حالتوں کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور جماعت احمدیہ کا سب سے بڑا مقصد خدا کا قرب پانا ہے۔

امام شمشاد نے رمضان کے بارے میں مزید بتایا کہ وہ مسلمان جس کی صحت اچھی ہے اور وہ سفر پر بھی نہیں ہے اسے اس مہینہ میں خدا کا قرب پانے کے لئے روزے رکھنے چاہئیں نیز بنی نوع انسان کی خدمت بھی ان ایام میں خصوصیت کے ساتھ بجالانی چاہئے۔

امام شمشاد نے مزید بتایا کہ اس مہینہ میں خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو امن قائم کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے تا کہ دنیا میں اسلامی تعلیمات کے مطابق صحیح معنوں میں امن قائم ہوجائے اور جب رمضان میں ان سب باتوں کی ٹریننگ حاصل ہوجائے تو ان تمام باتوں کو سال کے دوسرے دنوں میں بھی اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنائیں۔ پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ نوافل، استغفار اور ذکر الٰہی کی بھی ایک مسلمان کو عادت ڈالنی چاہئے۔ رمضان میں ایک اور خاص نفلی عبادت قیام اللیل یعنی تہجد کا قیام ہے۔

مسجد بیت الحمید میں روزانہ پانچ نمازوں کے علاوہ تراویح کی نماز کا بھی انتظام ہو گا اور درس القرآن کا بھی جو کہ روزانہ نماز عصر سے نماز مغرب تک 1½ گھنٹہ کا درس ہو گا جو امام شمشاد دیا کریں گے۔ اس کے علاوہ سوال و جواب کا بھی پروگرام ہو گا۔

ہم اپنے ہمسایوں کو اور مسلمان و غیر مسلموں کو دعوت دیتے ہیں کہ اس میں روزانہ شامل ہوں۔ خبر کے آخر میں مسجد کا ایڈریس اور فون نمبر بھی دیا گیا ہے۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاءاللہ)

بقیہ: ایک یادگار جلسہ سیرت النبیؐ... از صفحہ 16

گی۔ یہ میں نے رضا کارانہ طور پہ صرف اپنے ادارے کے لئے کیا ہے۔

شان قدرت الٰہی ملاحظہ فرمائیں کہ بعد ازاں اسٹاف کی ایک پوائنٹ ایجنڈے پہ خصوصی میٹنگ رکھی گئی جس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے (ان کی زبان میں میلاد) کے کامیاب انعقاد پہ اظہار تشکر کیا گیا۔ خاکسار کو پھولوں کا گلدستہ اور تحائف دئے گئے اور سب متحیر تھے کہ میڈم فرط مسرت سے لبریز جذبات کو چھپانے میں یکسر ناکام ہو چکی تھیں اور ایک بار پھر ان کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ میڈم نے پوچھا کہ اکثریت کی طرف سے یہ دریافت کیا گیا ہے کہ یہ اتنے بیمثل اور منفرد روحانیت سے بھرپور اقتباسات اور لاجواب منظوم کلام جن کا حرف حرف عشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ نے لیا کہاں سے ہے؟

خاکسار نے بااعتماد لہجہ میں خوشی اور فخر سے عرض کیا یہ وقت کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے لیا گیا ہے۔ ایک حیرت زدہ آواز اٹھی جو کہ پہلے جماعت کی مخالفت کرنے میں پیش پیش تھے کہنے لگے اچھا مرزا صاحب کا کلام ہے۔ مزید بولے کہ ہم نے تو کچھ اور سنا ہوا ہے لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں اگر واقعی یہ کلام مرزا صاحب کا ہے تو یہ کلام ہرگز کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ عارف باللہ کا کلام ہے اور حیرت انگیز طور پہ اس بات کی سب اسٹاف ممبرز نے بیک زبان توثیق کی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علی ذالك۔ خاکسار کا دل خدا کی حمد کے ترانے گا رہا تھا اور وہ قدرت کے کرشموں پہ غور کر رہی تھی کہ اس پروگرام سے قبل پورے سٹاف پہ میرے مذہب کا عیاں ہونا میرے لئے کتنے بڑے پیمانے پہ تبلیغ کا ذریعہ بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ عَلٰی ذَالِكَ

میرے ہونٹوں پہ بے اختیار حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کا یہ شعر آ گیا۔

تیری تعلیم میں کیا جادو بھرا ہے مرزا
جس سے حیوان بھی انسان ہوئے جاتے ہیں

اس جلسے کی تفصیلی رپورٹ سے اس وقت کی ضلع کی صدر صاحبہ بہت خوش ہوئیں اور مرکز ربوہ میں بہت پذیرائی ہوئی جس سے خاکسار کا دل شکر کے جذبات سے لبریز ہوگیا اور خدا کی حمد و ثناء سے بھر گیا۔ یہ سراسر اسی کا فضل تھا کہ ایک غیر از جماعت ادارے میں بھرپور تبلیغ کا موقع عطا ہوا اور سب نے برملا حضرت مسیح موعود کے کلام کو سراہا اور اس پر اثر کلام کے اعجاز سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

اپنے مسیح کی صداقت ظاہر کرنے کے واسطے
کھول دیتا ہے حق تعالیٰ کیسے کیسے راستے

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

23-27/ نومبر 1922ء
مطابق 3-7/ ربیع الثانی 1341 ہجری

صفحہ اول پر مدینۃ المسیح کی خبروں میں مذکور ہے کہ ’’جناب سید محمود اللہ شاہ صاحب بی اے 25/ نومبر کو بغرضِ تعلیم جرمنی کو روانہ ہوئے۔حضرت خلیفۃ المسیح بڑی سڑک تک وداع کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور دعا کر کے رخصت فرمایا۔‘‘

صفحہ نمبر 1 اور 2 پر حضرت مصلح موعودؓ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جو پہلی مرتبہ اخبار الفضل میں شائع ہوئی۔مذکورہ نظم کے چند اشعار ذیل میں درج ہیں:

میرے مولا مری بگڑی کے بنانے والے
میرے پیارے مجھے فتنوں سے بچانے والے
جلوہ دکھلا مجھے او چہرہ چھپانے والے
رحم کر مجھ پہ او منہ پھیر کے جانے والے
میں تو بدنام ہوں جس دم سے ہوا ہوں عاشق
کہہ لیں جو دل میں ہو الزام لگانے والے

صفحہ نمبر 2 پر ہفتہ وار رپورٹس بابت لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ اور دفتر محاسب شائع ہوئی ہیں۔

صفحہ نمبر 3 اور 4 پر درج ذیل عناوین کے تحت اداریہ شائع ہوا ہے۔

1۔خلافت ٹرکی کا صفایا 2۔خلیفہ ٹرکی اور مسلمانانِ ہند 3۔ہندو مسلمانوں میں انشقاق 4۔’’آریہ گزٹ‘‘ کی تاریخ دانی

اول عنوان کے تحت اخبار نے ترکی کی اس خلافت کے خاتمہ کا ابتداء میں ذکر کیا ہے جس خلافت کو مسلمان خلافتِ راشدہ قرار دیتے تھے۔اس کے مفصل ذکر کے بعد اخبار لکھتا ہے ’’یہ کیوں ہوا۔کیوں ساری دنیا کے مسلمانوں نے خلافت کے لیے جو سعی و کوشش کی وہ بیکار گئی۔کیوں خلافت کو نہ بچایا گیا۔اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ چونکہ اب خدا تعالیٰ اس نام کی خلافت کو بھی دنیا میں باقی نہیں رکھنا چاہتا اس لیے اس نے اس کی تباہی کے سامان اس کے اندر سے ہی پیدا کر دیے اور مسلمانوں کو بتا دیا کہ تم اپنی ساری طاقت اور ہمت صرف کر کے بھی اس برائے نام خلافت کو نہیں بچا سکتے جس کے خاتمہ کا آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے۔پس اب دنیا میں وہی خلافت قائم اور برقرار رہے گی جو خدا نے اپنے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قائم کی ہے اور اسی کو دن بدن فروغ حاصل ہوگا۔

کاش ہمارے مسلمان بھائی خلافت ٹرکی کے حسرت ناک انجام سے عبرت حاصل کریں اور خدا تعالیٰ نے ان کی دینی اور دنیوی ترقی کے لیے جو سامان کیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔‘‘

صفحہ نمبر 5-8 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ اکتوبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 8 پر ہی مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے افسر ڈاک کا مرسلہ حضرت مصلح موعودؓ ایک خط ’’مکتوب امام۔تکمیل وصیت کی ضرورت‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔اس عنوان کے تحت تحریر ہے کہ

’’ایک دوست نے لکھا کہ ایک احمدی موصی فوت ہو گئے ہیں۔ان کے رشتہ دار غیر احمدی ہیں جو وصیت پر عمل کرنے میں مخل ہیں۔افسر بہشتی مقبرہ کو لکھا گیا کہ ان کی نعش مقبرہ مذکور میں پہنچائی جاوے۔جس کا جواب ملا کہ جب تک وصیت پوری نہ کر دی جاوے اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔اس جواب نے بعض کمزور احمدیوں کو فتنہ میں ڈالا ہے۔حضور اس کے متعلق انتظام فرماویں۔

حضور نے جواب فرمایا جب تک وصیت کی تکمیل نہ ہو جاوے نعش دفن کرنے کا قاعدہ نہیں جس شخص کے رشتہ دار غیر احمدی ہوں یا اس کی جائیداد اس کی ملکیت نہ ہو،وہ یا تو ہبہ کر دے یا پہلے مالکوں کو رضامند کرے۔ایسی جائیداد جو ملکیت کے لحاظ سے کسی اور کی ہے اس کی وصیت کا کیا مطلب ہوا۔بہشتی مقبرہ کی غرض تو یہ ہے کہ اس میں ان لوگوں کو دفن کیا جاوے جو اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ بڑے مخلص ہیں اور دین کے لیے سب کچھ قربان کر رہے ہیں۔اب جو شخص ایسا مال دیتا ہے جو انجمن لے نہیں سکتی،یہ کونسی قربانی ہے۔اگر انجمن اس طرح نالش کیا کرے تو سارا وصیت کا روپیہ مقدمات پر ہی خرچ ہو جاوے۔پس میں نے فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ اس کی وصیت تسلیم کی جاوے جو کہ اپنی جائیداد پر قبضہ کرا دے یا اُس کی جائیداد کا ملنا یقینی ہو۔‘‘

صفحہ نمبر 9 اور 10 پر امرتسر میں آریوں سے مباحثہ کے پہلے دن کی رُوداد شائع ہوئی ہے۔یہ رُوداد حضرت مولوی غلام احمد صاحب بدوملہویؓ نے تحریر کی ہے جب آپ ابھی جامعۃ المبشرین کے طالبعلم تھے۔

اس مباحثہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ 31/ اکتوبر تا 2/ نومبر امرتسر میں آریوں کے ساتھ مباحثہ ہوا۔اس کے پریذیڈنٹ کنور سنگھ خان صاحب تھے۔مباحثہ ھذا میں ویدیا قرآن کریم کو خدا کی طرف سے مکمل کتاب ثابت کرنے کے لیے ہر فریق کو اپنی کتاب کے دعویٰ اور دلائل پیش کرنے تھے۔سلسلہ کی جانب سے اس مباحثہ میں حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ، مہاشہ فضل حسین صاحب اور جماعت کے بعض دیگر مبلغین نے حصہ لیا۔

صفحہ 10 تا 12 ایک مضمون زیرعنوان ’’حضرت مسیح موعودؑ پر مولوی ثناء اللہ کے اعتراضات کے جوابات‘‘ شائع ہوا ہے۔مضمون کی ابتداء میں تعارف کی غرض سے تحریر ہے کہ ’’پرچہ اہل حدیث مورخہ 13/ اکتوبر 1922ء میں ایک مضمون زیرعنوان ’’مرزا صاحب بحیثیت مسیح موعود‘‘ مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے۔گو اس کی ابتداء میں انہوں

THE ALFAZL QADIAN
الفضل
فہرست مضامین
ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ: مہر محمد خان
Digitized by Khilafat Library Rabwah
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک پرانی نظم
مدینۃ المسیح
میرے مولا مری بگڑی کے بنانے والے
میرے پیارے مجھے فتنوں سے بچانے والے
جلوہ دکھلا مجھے او چہرہ چھپانے والے

نے لکھ دیا ہے کہ ’’یہ مضمون مولوی محمد علی صاحب امیر جماعتِ احمدی لاہوری کے جواب میں ہے‘‘ مگر اس میں چونکہ سیدی و مولائی حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت پر اعتراضات کیے گئے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ اس کا جواب دیا جائے۔‘‘

چنانچہ اس مضمون میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے کیے گئے اعتراضات بابت مسئلہ وفاتِ مسیح، حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ مسیح موعود اور ابنِ مریم و امامکم منکم کا مبسوط جواب دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا مضمون حضرت مولوی ظہور حسین صاحب بخارا کا رقم فرمودہ ہے جب آپ جامعۃ المبشرین کی آخری کلاس میں تھے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221120.pdf

دعا کا تحفہ

تلاوت قرآن کریم کی دعائیں

جو شخص سورۃ قیامۃ پڑھے اور آخری آیت اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی تک پہنچے تو کہے بَلٰی کیوں نہیں (اللہ قادر ہے)

اور جو شخص سورۃ مرسلات پڑھے اور آخری آیت فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ تک پہنچے تو کہے آمَنَّا بِاللّٰہِ۔ہم اللہ پر ایمان لائے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

حضرت عبد اللہؓ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب (سورۃ اعلیٰ کی تلاوت کرتے ہوئے) سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی پڑھتے تو جواب میں یہ دعا پڑھتے سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی یعنی پاک ہے میرا ربّ جو بلند شان والا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 86)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد برطانیہ

سیّدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ 2022ء

12 اکتوبر 2022ء بروز بدھ

قسط 17

- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر پندرہ منٹ پر مسجد بیت الرحمٰن تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔
- صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

امریکہ میں سیرالیون کے سفیر کی ملاقات

- پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں سیرالیون کے امریکہ میں سفیر آنریبل صدیق ابوبکر Wai صاحب حضور انور سے ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ موصوف نے حضور انور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ سیرالیون میں صحت اور تعلیم کے میدان میں مسلسل ہماری مدد کر رہی ہے۔ جماعت کا تعاون ہمیں حاصل ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرض ہے۔ سفیر نے بتایا کہ بچپن میں انہیں احمدیہ اسکول میں داخلہ نہ مل سکا تھا وہاں معیار دیکھا جاتا تھا۔ میں معیار پر پورا نہ اتر سکا۔
- حضور انور نے ملک کی معیشت اور اقتصادی حالت کے بارے میں دریافت فرمایا کہ ملک کا سب سے بڑا ذریعہ آمدن کیا ہے؟ اس پر سفیر نے عرض کیا کہ سیرالیون زرعی ملک ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ زراعت پر زیادہ توجہ دیں۔ کوئی ماڈل فارم بنائیں تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ کس طرح زراعت کو بہتر کیا جاسکتا ہے۔ آپ لوگ پرانے طریقوں پر انحصار کر رہے ہیں۔ اب نئی تکنیک اختیار کریں۔ جدید مشینری کا استعمال کریں اور جدید طور پر کاشت کاری کریں۔
- حضور انور نے فرمایا وہاں خواتین پرانے آلات کے ذریعہ چھوٹے لیول پر کساوا اور بعض دوسری فصلیں کاشت کرتی ہیں۔ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے یہ بھی ٹھیک ہے لیکن آپ لوگوں کو بڑے پیمانے پر کام کرنا چاہیے۔ حضور انور نے فرمایا سیرالیون کی زمین بہت زرخیز ہے۔
- حضور انور کے دریافت فرمانے پر سفیر موصوف نے بتایا کہ امریکہ میں سیرالیون کے چار لاکھ پچاس ہزار کے قریب لوگ رہتے ہیں۔
- اس پر حضور انور نے فرمایا یہ تو ایک بڑی تعداد ہے۔
- یہ ملاقات قریباً دس منٹ تک جاری رہی۔ ملاقات کے آخر پر موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

اسٹیٹ یونورسٹی آف نیویارک کی ایک پروفیسر کی ملاقات

بعد ازاں پروگرام کے مطابق پروفیسر Shobana Shankar صاحبہ نے حضور انور سے شرف ملاقات پایا۔

موصوفہ اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک میں تاریخ کی پروفیسر ہیں اور ان کا تعلق انڈیا سے ہے۔ تاریخ کے شعبہ میں ان کی خصوصیت افریقہ میں مختلف مذاہب، اقلیتی کمیونٹی اور بین الاقوامی انسانی ہمدردی ہے۔

پروفیسر صاحبہ نے عرض کیا کہ میں چند سال پہلے غانا میں رہی ہوں۔ وہاں کچھ عرصہ کے لئے گئی تھی۔ حضور انور نے فرمایا میں نے غانا میں ایک عرصہ گزارا ہے۔ اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ اگرچہ حضور نے کافی عرصہ پہلے ہی غانا چھوڑ دیا تھا لیکن **حضور کا کام اب بھی وہاں زندہ ہے۔ حضور کے کام اب بھی باقی ہیں۔**

پروفیسر صاحبہ نے عرض کیا کہ وہ مغربی افریقہ کے احمدیوں پر ایک کتاب لکھنا چاہتی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اگر آپ کتاب لکھنا چاہتی ہیں تو پھر آپ کو وہاں جانا پڑے گا اور وہاں کے احمدیوں کے انٹرویوز کرنے پڑیں گے۔ آپ کو خود معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ خاص طور پر اگر آپ تحقیق کرنا چاہتی ہیں تو ہم آپ کی مدد کے لیے تیار ہیں۔ پروفیسر صاحبہ کی درخواست پر حضور نے فرمایا کہ مقامی زبانوں میں ترجمہ کرنے کے حوالہ سے بھی ہم آپ کی مدد کریں گے۔ پروفیسر صاحبہ نے بتایا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں لیکن ان کی دادی صاحبہ نے ان کو سکھایا تھا کہ ہندو ہونے کے باوجود مسلمانوں کا احترام کرنا چاہیے۔

- موصوفہ کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ میں چار سال غانا کے انتہائی نارتھ کے علاقہ میں رہا ہوں اور چار سال ساؤتھ کے علاقہ میں رہا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا نارتھ اور ساؤتھ میں قبائلی سسٹم مختلف ہے اور ان کے مختلف کلچر ہیں۔ شمال میں مسلمان ہیں اور جنوب میں عیسائی ہیں اور جو جماعت کی تعداد بڑھی ہے وہ نارتھ میں ہے۔ ہمارے مشن ہاؤسز سکول اور ہسپتال ساؤتھ میں ہیں۔ سالٹ پانڈ میں ہمارا پہلا مشن ہاؤس اور مسجد ہے اور وہاں ہمارا ہیڈ کوارٹر رہا ہے۔
- پروفیسر صاحبہ نے گندم اگانے کے منصوبہ کے بارے میں پوچھا جس پر حضور انور نے فرمایا میں نے سوچا اگر نائیجیریا میں گندم اگائی جا سکتی ہے تو یہاں غانا میں کیوں نہیں اگائی جاسکتی۔ تو میں نے وہاں تجربہ کیا اور یہ کافی کامیاب رہا۔ حضور انور نے فرمایا وہاں ہر قسم کی سبزیاں اگائی جا سکتی ہیں بشرطیکہ آپ کو مناسب سہولیات میسر ہوں۔

حضور انور کے استفسار پر پروفیسر صاحبہ نے بتایا کہ وہ اپنی کتاب میں لڑکیوں کے احمدی اسکولوں پر توجہ کرنا چاہتی ہیں۔ بہت سے افریقی پروفیسروں نے مجھے بتایا کہ احمدی اسکول میں پڑھتے تھے۔ افریقہ میں لڑکیوں کے لیے یہ بہترین احمدیہ اسکولز تھے جہاں لڑکیوں نے بہترین رنگ میں تعلیم حاصل کی۔ موصوفہ نے کہا کہ وہ افریقہ کے پرنٹنگ پریس اور احمدیہ اخبارات سے بھی متاثر ہیں۔ یہ اسلامی انگریزی اخبار جماعت احمدیہ نے ہی شروع کیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا ''The Truth'' اخبار تھا۔ پروفیسر صاحبہ نے کہا کہ میں اپنی کتاب میں یہ دکھانا چاہتی ہوں کہ جماعت احمدیہ نے افریقہ کی ترقی میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ میں احمدیہ مسلم خواتین اور ان کی تعلیم پر اپنی تحقیق کو وسعت دینے کے لیے سیرالیون اور فرانکوفون ممالک کا بھی دورہ کریں۔

یہ ملاقات گیارہ بج کر بیس منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر موصوفہ نے تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

امریکہ میں گیمبیا کے سفیر کے سیکرٹری کی ملاقات

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں امریکا میں گیمبیا کے سفیر کے سیکرٹری Saikou Ceesay نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات پایا۔

حضور انور نے موصوف سے گیمبیا کے حالات کے بارے میں دریافت فرمایا۔ موصوف Ceesay صاحب نے گیمبیا میں جماعت کی تعلیمی و طبی خدمات اور دیگر منصوبوں اور پروگراموں پر شکریہ ادا کیا۔ موصوف نے بتایا کہ وہ جاپان میں بھی رہ رہے ہیں اور جاپانی زبان بھی بولتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ناگویا جاپان میں ہماری مسجد ہے اور انہیں وہاں جانا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت جو گیمبیا میں خدمات کی توفیق پا رہی ہے یہ ان شاء اللہ جاری رہیں گی۔ ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ موصوف نے تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

فیملی ملاقاتیں

- اس کے بعد پروگرام کے مطابق فیملی سے ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 37 فیملیز کے 162 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔
- آج ملاقات کرنے والوں کے احباب اور فیملیز MaryLanad کی مقامی جماعت کے علاوہ دیگر مختلف 18 جماعتوں اور علاقوں سے آئی تھیں۔ albany سے آنے والی فیملیز 353 میل، Charlotte سے آنے والی 422 میل بوسٹن سے آنے والی 427 میل جب کہ Georgia سے آنے والی 661 میل اور Orlando سے آنے والے احباب اور فیملیز 874 میل کا طویل سفر طے کر کے آئے تھے۔

تاثرات

- آج بھی ملاقات کرنے والوں میں بہت سے ایسے احباب اور فیملیز تھیں جن کی زندگی میں حضور انور سے پہلی ملاقات تھی۔

جماعت Syracufe سے آنے والے ایک دوست طاہر احمد صاحب کہنے لگے کہ میری تو دنیا ہی بدل گئی ہے۔ اس سے اچھا دن میری زندگی میں نہیں ہوسکتا۔ میری پہلی ملاقات تھی۔ موصوف رو رہے تھے۔ جب حضور دورے سے آتے تھے تو ہم دیکھ لیتے تھے لیکن آج میں انتہائی قریب تھا۔ میں بتا نہیں سکتا کہ میری کیا حالت ہے۔

- ایک دوست فاتح باجوہ جماعت Long Island سے آئے

تھے کہنے لگے کہ میں شروع میں بہت گھبرایا ہوا تھا لیکن جوں ہی میں اندر گیا اور نظر حضور انور پر پڑی تو میں نے اپنے دل میں بے انتہا سکون پایا۔ میں مسجد میں ڈیوٹی کر رہا تھا میری بیوی نیویارک میں تقریباً چار سو میل دور تھی وہ فوراً ٹرین کے ذریعے یہاں پہنچی ہے اور ہمیں ملاقات کا شرف نصیب ہوا ہے۔

• جماعت Atlanta سے آنے والے ایک دوست فضل الٰہی صاحب ملاقات کے بعد باہر آئے تو رونے لگ گئے اور بات ہی نہیں کر سکتے تھے۔ بڑی مشکل سے کہنے لگے کہ مجھے اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں ہے۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ میری ملاقات ہوگئی ہے۔ میں دس سال کا تھا اور دعا کرتا تھا کہ میری بھی خلیفۂ وقت سے ملاقات ہو۔ آج 34 سال بعد میری ملاقات ہوئی ہے۔ حضور کے چہرے پر نور ہی نور تھا۔ میں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ حضور انور نے ہمیں بہت دعائیں دی ہیں۔ میرے بیٹے کو پیدائش میں تھوڑا مسئلہ ہوا تھا اس کا آپریشن ہوا تھا۔ یہ وقفِ نو ہے۔ حضور انور نے اس بچے کو بہت دعائیں دی ہیں۔

• محمد واصف صاحب جماعت Cleveland سے آئے تھے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے ہم پاکستان میں تھے۔ حضور انور کو ٹی وی پر دیکھا کرتے تھے اور دعا کیا کرتے تھے کہ ہمیں بھی حضور سے ملنا نصیب ہو۔ آج اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول کرتے ہوئے ہمیں ملاقات کی نعمت عطا کر دی۔ ملاقات سے ہمارے دل کو تسکین ملی ہے۔ حضور انور نے ہمیں نصیحت فرمائی کہ نماز نہیں چھوڑیں کیونکہ ہم لاپرواہی کرتے تھے۔

• ایک دوست عتیق چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ملاقات کے لئے بہت دیر سے انتظار کر رہا تھا۔ ہم صبح سات بجے کے آئے ہوئے تھے۔ جیسے ہی ہم ملاقات کے لیے اندر گئے تو پھر اس دنیا میں نہ رہے۔ اس وقت میرے جذبات ایسے ہیں کہ الفاظ میں بتا نہیں سکتا۔ ہم حضور انور کے خطبات سنتے ہیں اور ٹی وی پر حضور انور کو دیکھتے ہیں لیکن جو ملاقات میں جو کیفیت تھی وہ بیان نہیں کی جاسکتی۔

حضور انور نے ہمیں فرمایا نماز پڑھا کریں۔ حضور انور نے ہمیں نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دلائی۔

• جماعت بالٹی مور سے آنے والے دوست عبدالمالک ولی صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم بہت کچھ سوچ کر گئے تھے لیکن وہاں جاکر کچھ نہ کہا جاسکا۔ جو کہنا تھا وہ سب کچھ بھول گئے۔ حضور نے فرمایا بیٹے کی داڑھی ہے لیکن ابو کی داڑھی چھوٹی ہے۔ ابو نے مجھے ملاقات سے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور انور یہ پوچھیں گے کہ تمہاری داڑھی بڑی اور ابو کی چھوٹی ہے۔

• ظہور طیب صاحب جماعت willinboro سے آئے تھے۔ کہنے لگے میں بیان نہیں کرسکتا میں نے تو کمرے میں نور ہی نور دیکھا ہے۔ حضور نے مجھ سے بہت پیار سے بات کی۔ مجھے بہت سکون ملا ہے۔ حضور نے مجھے نصیحت فرمائی ہے کہ اب جاکر جلدی شادی کرلو۔

• جماعت Charlotte سے ایک دوست شریف احمد صاحب ملاقات کے لیے آئے تھے۔ کہنے لگے زندگی میں پہلی بار حضور انور سے ملاقات ہوئی ہے۔ آج میری زندگی کا بہترین دن ہے۔ اب معلوم نہیں کہ دوبارہ یہ دن نصیب ہو یا نہ ہو۔ ان کی اہلیہ رونے لگ گئیں۔ کہنے لگی کہ سب برکت حضور کے قدموں میں بیٹھنے میں ہے۔ جماعت کی خدمت میں ہے۔ مجھے جماعت کی وجہ سے بہت برکتیں ملی ہیں۔ میں نے بچوں کو بھی یہی سمجھایا ہے کہ جماعت کے کام کروگے تو تمہیں برکتیں ملیں گی۔ جماعت کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔

ان کا بیٹا جامعہ احمدیہ کینیڈا کے ساتویں سال میں ہے۔ کہنے لگا کہ حضور نے مجھے نصیحت فرمائی کہ پہلے اپنے خاندان کے افراد کو تبلیغ کرو۔ حضور نے مجھے بہت ہی پیار دیا۔

• ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بج کر بیس منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں ایک بج کر چالیس منٹ پر حضور نے مسجد بیت الرحمن تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔

نو مبائعین کی تقریب بیعت

نماز کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق بیعت کی تقریب ہوئی۔ حضور انور کے دست مبارک میں بیعت کی سعادت پانے والے دوست Christopher R Meyers کا ہاتھ تھا۔ یہ صاحب گزشتہ تین ماہ سے زیر تبلیغ تھے اور نومبائعین کے پروگرام میں شامل ہوئے تھے اور وہاں انہوں نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

کرسٹوفر صاحب کے ساتھ 3 نومبائعین حمزہ الیاس صاحب، حماد احمد سلیم صاحب اور ہسپانوی نژاد دوست Roberto William Cerrato بھی بیعت میں شامل تھے۔

بیعت کی اس تقریب میں حضور انور کی اقتداء میں نماز میں شامل ہونے والے تمام احباب اور خواتین شامل ہوئے جن کی تعداد 13سو سے زائد تھی۔ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم دستی بیعت کی سعادت حاصل کریں گے۔ بعضوں نے روتے ہوئے کہا کہ ہماری زندگی میں یہ پہلی بیعت کی ایسی تقریب تھی جس میں ہم شامل ہوئے۔

• بعضوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ جب ہمیں علم ہوا کہ آج نماز ظہر اور عصر کے بعد بیعت کی تقریب ہے تو ہم اپنے گھروں سے مسجد کی طرف بھاگے ہیں کہ وقت سے پہلے پہنچیں کہیں اس سعادت سے محروم نہ رہ جائیں۔

• بیعت کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مسرور ٹیلی پورٹ مسلم ٹی وی احمدیہ انٹرنیشنل کا معائنہ

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ’’مسرور ٹیلی پورٹ مسلم ٹی وی احمدیہ انٹرنیشنل‘‘ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ایم ٹی اے کا یہ اسٹیشن مسجد بیت الرحمن کے بیرونی احاطہ میں واقع ہے۔

حضور انور نے سب سے پہلے نیٹ ورک آپریشن سینٹر (ٹرانسمیشن روم) کا معائنہ فرمایا اور ڈائریکٹر ٹیلی پورٹ چوہدری منیر احمد صاحب سے سسٹمز کے بارے میں بعض امور دریافت فرمائے۔

اس سینٹر میں کمپیوٹر سرورز، سیٹلائٹ، فائبر آپٹک آن لائن سٹریمنگ ٹرانسمیشن کے سسٹمز نصب ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس حصے کا بھی معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ٹیلی پورٹ کے MCR ماسٹر کنٹرول

روم میں تشریف لائے جہاں سارے چینلز کے کنٹرول اور مانیٹرنگ سسٹمز نصب ہیں۔حضور انور نے ڈائریکٹر ٹیلی پورٹ سے نارتھ اور ساؤتھ امریکہ سے ٹرانسمیشن کے بارے میں بعض امور دریافت فرمائے اور ہدایات دیں۔ بعد ازاں ڈائننگ اور بورڈ روم سے ہوتے ہوئے حضور انور ٹیلی پورٹ کے دفتر میں تشریف لے آئے۔

ڈائریکٹر ٹیلی پورٹ چوہدری منیر احمد صاحب نے حضور انور کی خدمت میں دفتر کی کرسی کو برکت بخشنے کی عاجزانہ درخواست کی۔حضور انور نے کچھ دیر کے لیے دفتر کی کرسی پر تشریف رکھی اور ڈائریکٹر صاحب کو ہدایت کی کہ آپ سامنے والی کرسی پر بیٹھ جائیں تا کہ تصویر میں آسکیں۔ بعد ازاں حضور پر جانے والی loby تشریف لائے جہاں مسرور ٹیلی پورٹ کے اسٹاف کے ممبران ایک قطار میں کھڑے تھے۔حضور انور نے دوسری منزل کے بارے میں دریافت فرمایا۔حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہاں اسٹور کو تبدیل کر کے پوسٹ پروڈکشن کا آفس بنایا ہے۔

بعد ازاں حضور انور باہر برآمدے میں تشریف لے آئے اور چند لمحہ باہر بڑی سیٹلائٹ ڈش کا معائنہ فرمایا۔

واقفات نو کے ساتھ کلاس

- اس وزٹ کے بعد چھ بج کر پانچ منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الرحمن کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے جہاں واقفات نو کی حضور انور کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیز فائزہ انور صاحبہ نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔تلاوت کا اردو ترجمہ آمنہ نور شاہ صاحبہ نے پیش کیا۔

- بعد ازاں ثوبیہ جمیل صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

حدیث مبارکہ کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزہ ہالہ مسرور صاحبہ نے پیش کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہتر عمران کی بیٹی مریم تھی اور اس زمانے کی عورتوں میں سے بہتر عورت خدیجہ ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء)

- اس کے بعد عزیزہ ہما منیر صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جب کہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کردوبے افکار سے خواستگار نجات ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقت کا نسخہ 1300برس سے مجرّب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کون سی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذّت سے جو اس وقت کے بعد ملتی ہے۔ نہ واقف محض ہی۔ ورنہ اگر ایک ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 501)

- بعد اذاں آبیہ شکر ورک صاحبہ نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔
- اس کے بعد ہبہ ہدایت چوہدری صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ؎

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

خوش الحانی سے پیش کیا۔ اس اردو نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزہ سلمٰی طاہر صاحبہ نے پیش کیا۔

- اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نے فرمایا کہ جن کو اردو آتی ہے ہاتھ کھڑا کریں۔ اس پر واقفات نو نے اپنے ہاتھ کھڑے کیے۔
- تو اس پر فرمایا کمال ہے 30 سے 40 فیصد ہیں جن کو اردو آتی ہے۔ باقی جو ہیں وہ بھی اردو لکھنا اور پڑھنا سیکھیں۔ اردو سیکھو تا کہ تم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اصل زبان میں سمجھ سکو اور ان سے رہنمائی لے سکو۔ ترجمہ کبھی بھی اصل متن سے انصاف نہیں کر سکتا۔ کسی حد تک تو ترجمہ احاطہ کرتا ہے لیکن مکمل طور پر نہیں۔ اگر آپ اپنا دینی علم بڑھانا چاہتی ہیں تو اردو سیکھیں۔ واقفات نو کو اردو سیکھنی چاہیے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں سمجھ سکیں۔

- **حضور انور نے فرمایا:** آپ میں سے کتنی ہیں جو قرآن کریم کا ترجمہ جانتی ہیں اور کتنی ہیں جو ترجمہ سیکھ رہی ہیں۔ (واقفات نو نے ہاتھ اٹھائے)

اس پر فرمایا: آپ سب کو قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا چاہیے۔ اگر نہیں سیکھیں گے تو آپ کو قرآنی مضامین سمجھ میں نہیں آئیں گے۔قرآن کریم میں دی گئی ہدایات اور احکامات سمجھ نہیں آئیں گے۔ لازماً ترجمہ سیکھیں اور روزانہ ایک یا دو رکوع تلاوت کریں اور پھر اس کا ترجمہ بھی پڑھیں۔ اگر ممکن ہو تو یاد رکھنے کی کوشش بھی کرو یا کم از کم مشکل الفاظ کا ترجمہ یاد کرو۔ الاسلام ویب سائٹ پر لفظی ترجمہ موجود ہے وہاں سے سیکھنا شروع کریں۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

- بعد ازاں واقفات نو بچیوں نے حضور انور کی اجازت سے مختلف سوالات کئے۔
- **ایک وقفہ نو راضیہ تبسم نے سوال کرتے ہوئے عرض کی کہ بچوں کو معاشرے کے بد اثرات سے بچانے کے لیے پبلک یا پرائیویٹ اداروں میں بھجوانے کی بجائے گھر میں اسکولنگ فراہم کرنے کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں؟**
- **اس پر حضور انور نے فرمایا:** اگر آپ اپنے بچوں کو گھر پر پڑھا سکتی ہیں اور ان کی ٹریننگ کر سکتی ہیں تو ابتدائی دس سالوں میں اپنے بچوں کو اسکول جانے کے بجائے گھر میں تعلیم دینا آجکل سب سے بہترین طریقہ ہے۔لیکن اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ کتنا وقت دے سکتی ہیں۔ اور پھر یہ سمجھتی ہیں کہ آپ کی قوت برداشت میں بہت اچھی ہیں۔ کیونکہ بچوں کو پڑھانا کوئی آسان کام نہیں۔ اس طرح نہیں کہ ایک چھوٹی سی غلطی پر آپ بچے کو تھپڑ ماردیں کہ غلط کیوں پڑھ رہا ہے۔ پس آپ نے صبر کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اگر آپ کے صبر کا معیار اچھا ہے تو آپ پڑھا سکتی ہیں۔موجودہ حالات میں یہ زیادہ بہتر ہے۔ بہت سی مائیں یہ کر رہی ہیں اور یہ طریق کافی کامیاب ہے۔ ایک مرتبہ جب بنیاد مضبوط ہو جائے اور بچے اپنے ایمان میں پختہ ہو جائیں، اپنے فرائض سمجھنے والے ہو جائیں اور اخلاقیات بھی سمجھ جائیں، اخلاقی اقتدار حاصل کر لیں یا یہ سمجھ لیں کہ دین ان سے کیا چاہتا ہے تو اس کے بعد آپ انہیں اسکول بھجوا سکتی ہیں۔

ایک واقفہ نو ہالہ مسرور نے سوال کیا کہ حضور میرے اسکول کی طرف سے مجھے بعض کتب دی گئی اور پھر ان کے مطالعہ کے بعد ان پر اپنا تجزیہ بیان کرنے کا بھی کہا۔ اس کتاب کا متن غیر اسلامی تھا۔مثلاً اس میں دہریہ خیالات، تعدد ازواج، ڈرگز اور عریانی کے تصورات تھے۔حضور کیا ایک احمدی کو ایسی اسائنمنٹ سے معذرت کر لینی چاہیے؟

- اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ اپنے استاد کو بتا سکتے ہیں کہ میں نے کتاب پڑھی ہے اور آپ اس کے مضامین سے اتفاق نہیں کرتے۔ یہ غیر اخلاقی باتیں ہیں اور مذہب کی بنیادی تعلیمات سے دور کرتے ہیں اور میرے اخلاق کے خلاف ہے یہ میں پسند نہیں کرتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اس پر اپنا تجزیہ پیش کروں تو اس کتاب میں تمام چیزیں لغویات ہیں اور ان باتوں کے حوالہ سے اپنا نقطہ نظر بیان کریں اور بتائیں کہ آپ کیوں اتفاق نہیں کرتیں۔ اپنی رائے دیں۔ اگر پھر وہ آپ کو صفر مارک دیں تو پرواہ نہ کریں۔
- **ایک واقفہ نو تہمینہ منشاء نے کہا کہ کیا حضور خیال کرتے ہیں کہ**

رشیا یوکرائن کی جنگ کے نتیجہ میں اور خاص کر روس کی جانب سے یوکرائن کے اندر حالیہ بمباری کے بعد دنیا بدل جائے گی؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ صرف رشیا اور یوکرائن جنگ کا مسئلہ نہیں ہے، یہ تو اب بڑھتی جائے گی اور لگتا ہے کہ روس اور یوکرائن سے بھی آگے پھیل جائے گی اور اگر ساری دنیا اس میں ملوث ہوجائے گی۔ اگر ساری دنیا اس میں شامل ہوجائے تو پھر میں امید کرتا ہوں کہ لوگ سوچیں گے کہ یہ سب کیوں ہوا ہے۔ لیکن اس وقت تک اس بات پر غور کرنے کے لیے بہت ہی تھوڑے افراد رہ جائیں گے۔ وہ تب میرے خیال میں اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکیں گے۔ اچھائی کی طرف جھکیں گے اور سچا مذہب ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت احمدی مرد و خواتین کا کام ہوگا کہ ان کی سیدھے رستے کی طرف رہنمائی کریں اور انہیں بتائیں کہ اب تم نے اپنی خواہشات کا مزہ چکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایات اور احکامات کی پابندی کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اگر اب بھی اس پر عمل نہیں کروگے تو پھر ایک اور جہنم مقدر ہو گی اور نتیجتاً دنیا تباہ ہوجائے گی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا ہونے والا ہے لیکن کوشش کریں کہ کس طرح دنیا کو اللہ کی پہچان کروانے کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔

• **ایک واقفہ نو ثانیہ انجم قریشی نے سوال کرتے ہوئے عرض کیا گیا کہ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ جماعت میں بھی ایسے بچے جن کی ذہنی نشوونما کم ہوتی ہے یا معذور بچوں بالخصوص autism سے متاثر بچوں کو Stigmatize کیا جاتا ہے۔ حضور رہنمائی فرمائیں کہ اس Stigmatization کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے اور کس طرح اس حوالہ سے برداشت اور تحمل پیدا کیا جا سکتا ہے؟**

• **اس پر حضور نے فرمایا:** اگر لوگ ایسے بچوں کا خیال نہ رکھیں اور ان کے والدین کے جذبات کا خیال نہ رکھیں تو ایسے لوگ جاہل ہیں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ ان سے مریض کی طرح ہی نیک برتاؤ کرنا چاہیے اور ان بچوں اور ان کے والدین سے ہمدردی کرنی چاہیے۔ یہی ایک راستہ ہے۔ میں ہمیشہ یہی کہتا آیا ہوں۔ آجکل autism یا ADHD اس کی ایک معمولی قسم عموماً 10 سے 15 فیصد لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ پس ہمیں اس کا ادراک کرنا چاہیے اور بچوں اور والدین کے جذبات کا خیال کرنا چاہیے اور انہیں بطور مریض ہی لینا چاہیے۔

• **ایک واقفہ نو تمثیلہ مدثر صاحبہ نے سوال کیا کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی دنیا قائم تھی تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم انسانوں کو بھی دینے کے بجائے صرف فرشتوں کو کیوں دیا گیا؟**

• **اس پر حضور نے فرمایا:** یہ کہاں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ کہا کہ آدم ہی واحد انسان ہے جس کو سجدہ کرو یا اس کی مدد کرو یا احترام کرو؟ یہ نا تو قرآن کریم میں ہے نہ ہی بائبل میں اور نہ ہی کسی قدیمی صحیفہ میں لکھا ہے۔ وہ آدم جس سے ہماری انسانی نسل کا آغاز ہوا ہے اس سے پہلے بھی بہت سے آدم تھے اور اللہ تعالیٰ نے اسی طرح فرشتوں کو حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھیں ایک مرتبہ حضرت ابن عربی رحمہ اللہ جو کہ بہت ہی پایہ کے دینی عالم ہیں اور تاریخ اسلام کی ایک مشہور شخصیت ہیں۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ جب وہ عمرہ کر رہے تھے تو انہوں نے رؤیا میں بعض اور افراد کو بھی عمرہ کرتے دیکھا جو کہ شکل وشباہت کے لحاظ سے مختلف تھے۔ ان سے حضرت ابن عربی رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ آپ آدم کی اولاد ہو؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ کس آدم کی بات کر رہے ہو؟ آدم تو بہت سارے ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے، لیکن آدم کوئی ایک نہ تھا۔ دنیا کو بنے صرف چھ ہزار سال تو نہیں ہوئے۔ دنیا تو لاکھوں کروڑوں سال سے قائم ہے۔ آسٹریلیا کے aborigines ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا دین 45 ہزار سال سے قائم ہے اور اسی طرح بعض اور قدیمی قومیں بھی ایسے ہی دعوے کرتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے آدم کے لئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ موجودہ انسانی نسل 6000 سال پرانی ہے۔ اس سے قبل بھی بہت سے آدم تھے۔

• **ایک واقفہ نو نوال مجید صاحبہ نے سوال کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو ایسی چیز بنانے کا مقصد کیا تھا جس نے بالآخر ختم ہی ہو جانا ہے؟**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ کیا آپ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ یہی سلسلہ ساری دنیا میں جاری ہے۔ ہر انسان جو پیدا ہوتا ہے ایک عرصے کے بعد فوت ہو جاتا ہے۔ بعض تیس سال بعد چالیس سال اور بعض سو سال تک۔ زندگی کا دورانیہ اتنا ہی ہے۔ اسی طرح دنیا کا بھی ایک دورانیہ ہے اور موت کے بعد کا بھی ایک عرصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا کی ابتداء جیسے ایک زور دار دھماکے سے ہوئی یہی تم مانتے ہو اور یہی سائنس بھی کہتی ہے کہ دنیا کی ابتدا Big bang سے ہوئی۔ پھر اس سے ستارے نظام شمسی اور کائنات وجود میں آئی۔ اسی طرح فرماتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ پھر ہر چیز اسی Black hole میں واپس چلی جائے گی۔ سائنس بھی یہی کہتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ پھر دوبارہ سے ایک بگ بینگ کے ذریعہ ایک نئی دنیا کا آغاز ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ہماری دنیا کا آغاز اس طرح ہوا لیکن یہ دنیا بھی اربوں کھربوں سال پرانی ہے۔ تو اس چیز کی فکر نہ کریں کہ یہ کوئی جلد ختم ہونے والی ہے۔

• **ایک واقفہ نو ارفہ تنویر بٹ نے سوال کیا کہ حضور جب آپ کسی ملک سے اپنا دورہ مکمل کر کے تشریف لے جاتے ہیں تو احمدی بہت اداس ہو جاتے ہیں حضور کے کیا جذبات ہوتے ہیں؟**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** آپ کا کیا خیال ہے کہ میرے کیا جذبات ہونے چاہئیں؟ اگر آپ میرے جانے پر اداس ہو جاتے ہیں تو میرے جذبات کس طرح مختلف ہو سکتے ہیں۔ ایسا ہی ہوتا ہے لیکن کچھ دیر کے بعد آپ لوگ اپنے کاموں میں مگن ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ میں آیا تھا اور چلا گیا۔ لیکن میں آپ کو کبھی نہیں بھولتا۔ میں ہر وقت آپ لوگوں کے لیے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اسی طرح نظام چلتا ہے۔ اسی طرح جو شخص آپ کے شہر یا علاقہ یا زندگی میں آئے، اس کو بالآخر جانا ہے اور ہمیں اس کے لیے دعا کرنی چاہیے ہمیں ایک دوسرے کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ اسی طرح ہم اپنے تعلق کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ یہی آپ کو کرنا چاہیے اور یہی مجھے کرنا چاہیے۔

• **عزیزہ کاشفہ وہاب مرزا نے سوال کیا کہ سورۃ النور کی آیت 36 میں اللہ تعالیٰ اپنے نور کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ زیتون کے تیل سے روشن ہوئی ہے یہاں زیتون کے درخت کی کیا اہمیت ہے؟**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** زیتون کے تیل کی یہ خوبی ہے کہ وہ دھواں نہیں کرتا۔ اس سے صرف روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ایک چیز ہے۔ پھر زیتون اس علاقہ کی علامت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے جس علاقہ میں زیادہ تر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کو پسند بھی ہے۔ اس وقت

میرے پاس قرآن کریم نہیں ہے لیکن آپ اس کی اگلی چند آیات دیکھیں تو وہاں اس کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ وقف نو ہو کتنی عمر ہے؟

اس پر بچی نے عرض کیا کہ 13 سال کی ہوں۔

• **حضور انور نے فرمایا:** 13سال لیکن تمہاری انگریزی اچھی ہے۔ تو فائیو والیم کمنٹری سے اس کی تفصیل پڑھو۔ جہاں یہ آیت ہے وہاں اس کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ یہی بات ہے جو میں نے بتائی ہے کہ زیتون کا تیل جلایا جائے تو دھواں نہیں ہوتا صرف روشنی ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا استعمال استعارہ کے طور پر کیا ہے۔ تمام انبیاء کی روشنی ہے اور سب سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی ہے۔

حضور انور نے سورہ نور آیت 36 کا بھی ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہوں وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو۔ اسی طرح انبیاء کی بھی روشنی ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

• **عزیزہ ہانیہ رحمان نے سوال کیا کہ کیا واقفات نو کو علم فلکیات میں جانے کی اجازت ہے جیسا کہ NASA یا Space میں کام کر سکتی ہیں؟**

• فرمایا: ہاں اگر تمہیں اس میں دلچسپی ہے تو کر سکتی ہو۔ لیکن یہ بات یقینی بناؤ کہ جہاں کام کر رہی ہوں وہاں اپنے لباس کا خیال رکھو اور لباس اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔ کام کر سکتی ہو لیکن NASA میں جانے سے پہلے اجازت حاصل کر لو۔

• **عزیزہ مریم مبارک احمد نے سوال کیا کہ کیا کوئی اتفاق نامی چیز بھی ہے یا پھر ہر ایک عمل کو اللہ تعالیٰ کی مرضی قرار دینا چاہیے؟**

• اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر آپ خدا پر ایمان رکھتے ہیں تو اگر آپ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور پھر وہ بھی جائے۔ اسی طرح اگر آپ کہتی ہیں کہ فلاں شخص کا برتاؤ ایسا ہو وغیرہ اور آپ اس کے لئے دعا کرتی ہیں تو پھر ایسا ہو بھی جائے۔ تو آپ چونکہ خدا پر ایمان رکھتی ہیں تو یہی کہیں گی کہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تب بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی میں ہوگی۔ لیکن اگر کوئی دہریہ ہے تو وہ ان چیزوں کو اتفاق کہے گا۔ اگر کوئی چیز گم گئی ہے اور آپ اسے تلاش کرنے کے لیے دعا کر رہی ہیں اور اچانک آپ کے ذہن میں آ جائے کہ وہ چیز تو فلاں جگہ رکھی تھی یا پھر وہ چیز آپ کو کہیں مل جائے تو آپ نے چونکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی، اللہ پر ایمان رکھتی ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ جبکہ دہریہ کہے گا کہ اتفاقاً یاد آ گیا کہ فلاں جگہ چیز رکھی تھی۔ فرق یہ ہے کہ جب آپ دعا کرتے ہیں اور پھر وہ چیز مل جائے تو یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ اگر آپ نے نہیں بھی کی، تب بھی یہی سوچنا چاہیے کے ہر کام اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتا ہے۔ اگر بغیر دعا کے بھی کوئی چیز مل جائے تب بھی وہ اللہ تعالیٰ کی ہی مدد سے ملی ہے۔ اگر کوئی خواہش بغیر دعا کیے پوری ہو جائے تب بھی ہمیں اسے اللہ تعالیٰ کی رضا قرار دینا چاہیے۔

• **عزیزہ سعدیہ نوال نے سوال کیا کہ حضور استخارہ کرنے کا ٹھیک طریقہ کیا ہے؟ مثلاً اگر کوئی رشتہ آتا ہے تو کیا ہم اس پر غور کرنے سے پہلے استخارہ کریں یا پھر جب فیملیز وغیرہ مل لیں تب استخارہ کریں؟**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** جب تمہیں یا کسی لڑکی کو کوئی رشتہ آئے تو پہلے چھان بین کر لینی چاہیے کہ ظاہری طور پر لڑکا کیسا ہے، دینی معیار کیا ہے، برتاؤ کیسا ہے، اخلاق کیسے ہیں؟ اگر لڑکا اچھا ہے، فیملی اچھی ہے تو پھر استخارہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کریں کہ اگر یہ لڑکا میرے لیے بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ مدد کرے۔ استخارہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کوئی خواب دیکھیں گے یا اللہ تعالیٰ آپ کو الہام کے ذریعہ بتائے گا کہ یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ استخارہ یہ ہے کہ اگر یہ بہتر ہے تو میرے ذہن کے خدشات اور خوف دور ہو جائیں اور اس رشتے کو میرے لئے بابرکت بنا دے اور اگر یہ میرے لئے بہتر نہیں ہے تو پھر اس رشتہ کو میرے سے دور کر دے۔ بس یہ استخارہ ہے کہ آپ کے دل میں ایک تسلی پیدا ہو جاتی ہے۔ سو فیصد مشکل ہوتا ہے لیکن 90 فیصد تک تسلی ہو جاتی ہے۔ اگر دلی تسلی ہو تو رشتہ قبول کر لینا چاہیے اور اگر تسلی نہیں تو انکار کر دینا چاہیے۔

• **عزیزہ سائرہ حسین بھٹی نے سوال کیا کہ حضور کیا فرشتے بھی انسانوں کی طرح محدود زندگی رکھتے ہیں یا پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرشتے بنا دیے تو پھر ہمیشہ رہتے ہیں؟**

• فرمایا: فرشتوں کی کوئی جسمانی شکل نہیں ہوتی۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو مختلف نام دیے ہوئے ہیں مثلاً جبرائیل علیہ السلام جو انبیاء پر نازل ہوتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ کبوتر یا فاختہ کی شکل میں نازل ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر انسانی شکل میں۔ لیکن اس کے باوجود ان کا کوئی جسمانی وجود نہیں ہوتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا مظہر ہیں۔ چونکہ ان کا کوئی جسم نہیں ہوتا تو یہ پیدا ہونے اور فوت ہونے کا محتاج نہیں ہوتے۔ تو ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے جتنا چاہے زندہ رکھے۔ جیسا کہ ہر چیز فنا ہونی ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ فرشتوں کو کیسے ختم کرے گا۔ چونکہ ان کا جسمانی وجود نہیں ہے اس لیے یہ انسانوں کی طرح فوت نہیں ہوتے۔

• **عزیزہ افشاں زہرہ میاں نے سوال کیا کہ کیا احمدی واقفات نو موسمیاتی تبدیلیوں کے نقصانات کو روکنے کے لئے کچھ کر سکتے ہیں؟**

اس پر فرمایا: آپ کو زیادہ درخت لگانے چاہئیں۔ پھر گاڑی انتہائی ضرورت پر استعمال کریں یہ نہیں کہ سو گز دور برگر کی دکان پر جانے کے لئے گاڑی نکال لیں۔ ماحول کو آلودہ نہ کریں۔ Carbon Emissions کم کریں اور اس کے لیے درخت لگائیں۔ ہر واقفہ نو کو سال میں کم از کم دس درخت لگانے چاہئیں اور اس طرح ہم ہزاروں درخت لگا لیں گے اور اس سے بھی مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ لوگوں میں آگہی پیدا کرنی چاہیے اور لوگوں کو ان کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں کوشش کریں کہ Climate change اور greenhouse effect کے بڑے پرموٹر بن جائیں۔ تو اس طرح آپ اپنے ملک اپنے علاقہ اور شہر کی مدد کر سکتے ہیں۔

• **عزیزہ ہبۃ الحیّ مشکوٰۃ نے سوال کیا کہ کیا تمام موصی جنت میں جائیں گے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہمیں یہ امید کرنی چاہیے کہ یہ سب جنت میں جائیں کیونکہ انہوں نے اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دین پھیلانا چاہتا ہے اور نیک بھی ہے۔ یہ نہیں کہ جو موصی ہو کر پانچ نمازیں بھی نہ پڑھتا، ہو لڑائی جھگڑے کرتا ہو، بری عادات ہوں، اخلاقی حالت ٹھیک نہ ہو اور پھر امید ہو کہ وہ لازماً جنت میں جائے گا، تو ایسا نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مذہب سے عقیدت رکھتا ہے، پنجوقتہ نماز کا التزام کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرتا ہے، اچھی اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دین کی ترویج کے لیے اتنی بڑی مالی قربانی کرتا ہے تو جب یہ تمام خوبیاں اکٹھی ہوتی ہیں تو وہ شخص بلاشبہ جنتی ہے، تمام باتیں دیکھی جاتی ہیں، تمام خوبیاں ہوں اور پھر زندگی بھر مالی قربانی اور وفات کے بعد ایک بڑی رقم اللہ کی راہ میں دے تو پھر امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا اور جنت میں مقام دے گا۔

• **عزیزہ فاتحہ مسرور نے سوال کیا کہ میری بہن اور میں بڑی باقاعدگی سے مسجد جاتے ہیں ہماری جماعت کافی بڑی ہے لیکن ہماری عمر کی لڑکیاں مسجد نہیں آتیں تو پھر میں اور میری بہن کس طرح احمدی سہیلیاں بنا سکتے ہیں؟**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** بکھیں بچیوں پر تو پنج وقتہ نماز مسجد میں جا کر ادا کرنا فرض نہیں ہے۔ آپ جاتی ہیں تو اچھی بات ہے۔ لیکن ایسا بھی نہیں کہ صرف آپ جاتی ہوں گی اور بھی بچیاں ہوں گی جو کہ مسجد آتی ہوں گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر اس بچی نے عرض کی کہ حضور بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا چلو پھر ان بڑی عمر کے لوگوں سے کہا کرو کہ وہ اپنی بیٹیوں کو بھی لے کر آئیں۔ انہیں بھی پتہ چلے گا کہ آپ آتی ہیں اور وہ اپنے گھروں میں جا کر بیٹیوں کو بھی کہیں گے کہ کم از کم ہفتے میں ایک دو مرتبہ مسجد آ جایا کریں۔ دوسرا مسجد کے علاوہ بھی دیکھ سکتی ہیں اچھی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ اپنے آس پڑوس میں دیکھیں۔ اپنے اجلاسات اور میٹنگز میں بھی مل جائیں گی۔ واقفات نو کی یہ کلاس 7 بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔

واقفین نو کے ساتھ کلاس

بعد ازاں سات بج کر دس منٹ پر پروگرام کے مطابق واقفین نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیز مصباح الدین صاحب نے کی اور اس کا ترجمہ انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کا اردو ترجمہ حافظ اسید اللہ ورک نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم حبیب ظفر اعوان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

حدیث مبارکہ کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیز احمد نور بہاد نے پیش کیا۔

حضرت ابوعبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس کے قدم خدا کی راہ میں غبار آلود ہو گئے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ)

• اس کے بعد عزیزم سید نواس احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہو اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظّ اٹھایا ہے، یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لیے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک

لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں، بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا، تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔ اس لیے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو نصیحت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے۔ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے، تو وہ اللہ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں، اللہ ہی کے لیے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس کی روح بول اٹھے:

أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا۔ خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی نہیں پا سکتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 501-502)

- اس اقتباس کا انگریزی ترجمہ عزیزم ماہر احمد وڑائچ نے پیش کیا۔
- اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

عزیزم عقیل احمد اکبر نے خوش الحانی سے پیش کیا اور اس نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزم معیز احمد نے پیش کیا۔

- **بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اردو بولنی سیکھو، پڑھنی سیکھو تا کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اصل صورت میں پڑھ سکیں۔ ترجمہ تو اصل متن سے انصاف نہیں کر سکتا۔ اس طرح سمجھ سکیں گے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے تھے۔

- **حضور انور نے فرمایا:** پھر اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ جب تلاوت کر رہے ہو تو اس کا مطلب بھی سمجھنے کی کوشش کرو۔ روزانہ قرآن کریم کا ایک رکوع ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرو۔ لفظی ترجمہ بھی الاسلام ویب سائٹ پر موجود ہے۔ کچھ پارے تو ہیں باقی بھی جلد آ جائیں گے۔ پس ترجمہ قرآن کریم سیکھنے کی کوشش کرو تا کہ آپ کو سمجھ آئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیا چاہتا ہے۔ کیا احکامات ہیں۔ مذہب پر عمل کرنے کی کیا ہدایات ہیں۔ ٹھیک ہے بس یہ دو باتیں ہمیشہ یاد رکھو۔

نیز فرمایا: پر ایک اور ضروری چیز پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ نمازوں کی ادائیگی کبھی بھی کسی صورت میں نہیں بھولنی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کہ ہاتھ اٹھائیں جنہوں نے پانچ نمازیں پڑھی ہیں۔ پھر فرمایا: پانچ نمازیں ہر ایک مسلمان پر فرض ہیں۔ آپ سب کو پانچ نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔

- بعد ازاں واقفین نو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کی اجازت سے سوالات کیے۔
- **عزیزم تیمور عبداللہ نے سوال کیا کہ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس میں یو ایس اے جماعت کے ممبران کو انفرادی اور اجتماعی طور پر بہتری کرنی چاہیے؟**
- **اس پر حضور انور نے فرمایا:** روزانہ پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کریں۔ یہ وہ ایک چیز ہے جس میں ہر ایک ممبر جماعت کو ٹارگٹ بنا لینا چاہیے کہ وہ روزانہ پانچ نمازیں ادا کریں گے۔ یہ نہیں کہ صرف نماز ادا ہو بلکہ مکمل توجہ سے ادا کی جائے۔ جب آپ نماز پڑھیں گے تو پھر آپ اپنی ذمہ داری سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے اور پھر آپ مذہب کے بارے میں مزید علم حاصل کریں گے اور اپنی ذمہ داریاں سمجھیں گے۔
- **عزیزم احتشام نجیب چوہدری نے سوال کیا کہ خلافت سے قبل کس طرح حضور نے خلیفۂ وقت سے قرب کا تعلق قائم رکھا۔ خاص کر جب کہ حضور اتنی دور غانا میں تھے اور پھر خلافت کے یو کے منتقل ہونے کے بعد حضور ایک عرصہ ربوہ میں رہے۔ حضور ہمیں امریکہ میں رہنے والوں کو کیا نصیحت فرمائیں گے کہ ہم بھی اسی طرح خلافت سے قرب حاصل کر سکیں۔**
- **اس پر حضور انور نے فرمایا:** میری پرورش ایسے ماحول میں ہوئی تھی جس میں یہ سکھایا گیا تھا کہ خلافت کے بغیر کوئی زندگی نہیں، کوئی روحانی زندگی نہیں۔ جب میں وقف کر کے غانا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو باقاعدگی سے خطوط لکھتا تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو بھی اسی طرح باقاعدگی سے خطوط لکھتا تھا۔ پھر میں اپنے لیے دعا بھی کرتا رہتا تھا کہ میں ہمیشہ خلافت کے قریب رہوں اور کبھی بھی ایسا کچھ نہ کروں کہ جس سے خلیفۂ وقت کو تکلیف ہو۔ یہ دو چیزیں ہیں جن سے آپ خلافت سے تعلق مضبوط کر سکتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح سے زندہ تعلق قائم رکھیں اور پھر خلیفۂ وقت کے لئے مسلسل دعائیں کرتے رہیں۔ اپنے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان میں بڑھائے اور خلیفۃ المسیح سے تعلق میں ترقی اور مضبوطی عطا فرمائے۔
- **عزیزم قمر احمد خان نے سوال کرتے ہوئے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ سورہ نساء کی آیت نمبر 120 میں فرماتا ہے کہ شیطان ان کو گمراہ کرے گا اور وہ اللہ کی تخلیق میں تغیر کریں گے۔ طبی میدان میں ترقی اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ ہم اپنی شکل و شباہت بہتر کر سکتے ہیں جیسا کہ کاسمیٹک سرجری بوٹوکس اور مختلف ٹرانسپلانٹ وغیرہ کے ذریعہ۔ کیا یہ طریقہ قرآن کریم کی اس ہدایت کے خلاف ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ علم اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمایا ہے اور یہ علم انسان کی بہتری کے لیے ہے۔ یہ کوئی تبدیلی تو نہیں ہے۔ یہ انسانی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دوسری قسم کی بھی تبدیلی یا تغیر کرو گے جو کہ تمہیں جہنم میں لے جائے گا اور اس سے معاشرے کا امن برباد ہو جائے گا۔ یہ کلوننگ ہے۔ کلوننگ منع ہے۔ اس کے ذریعہ آپ انسان کی تمام خصوصیات تبدیل کر دیتے ہیں اور اسے جانور بنا دیتے ہیں اور اسی طرح کسی جانور کی شکل تبدیل کر دیتے ہیں۔ یہ منع ہے۔ اس کے علاوہ تمام دیگر چیزیں انسان کی بہتری کے لیے ہیں اور یہ جائز ہیں۔

- **اس کے بعد عزیزم مصطفیٰ احمد ظفر اللہ نے سوال کیا کہ بعض اوقات ہم بطور وقف نو یہ خیال کرتے ہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت کے مختلف کام کر رہے ہیں اور باقاعدہ وقف کرنا ضروری نہیں ہے ہم اپنے آپ کو کیسے motivate کر سکتے ہیں؟**
- **اس پر حضور انور نے فرمایا:** آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ کیا آپ کے والدین نے ایک مختصر وقت کے لئے یہ قربانی دی تھی اور اپنے بچے کو وقف کیا تھا؟ یا پھر مستقل خدمت کے لئے کیا تھا۔ آپ اس بات کا احساس کریں آپ کے والدین نے آپ کی تمام زندگی احمدیت کی خدمت کے لیے پیش کی تھی۔ ایم ٹی اے، سیکیورٹی وغیرہ میں مختصر دورانیہ کے رضاکارانہ کام کرنا کافی نہیں ہے۔ اس لیے میں نے کہا ہے کہ 15 سال کی عمر کو پہنچ کر آپ تجدید عہد کریں کہ آپ اپنا وقف زندگی جاری رکھیں گے اور پھر 21 سال کی عمر میں پھر دوبارہ تجدید عہد کریں۔ مرکز کو باقاعدہ اطلاع دیں کہ آپ کس فیلڈ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کب تک تعلیم جاری رہے گی۔ مرکز سے پوچھیں کہ آیا جماعت کو میری خدمات کی ضرورت ہے؟ یا پھر آپ اپنی فیلڈ میں جاب کریں اور تجربہ حاصل کریں۔ مرکز آپ کی اس بارے میں رہنمائی کر دے گا۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اپنے عہد کے مطابق جماعت کو اپنی خدمات پیش کر دیں جیسا کہ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والدین نے وعدہ کیا تھا۔
- **عزیزم مدثر احمد صاحب نے سوال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ہمارا مقدر لکھ دیا ہوا ہے تو پھر ہم اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے محنت کیوں کریں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کی قسمت کا تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے، آپ کو تو علم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اگر آپ اچھے کام کریں گے تو ان کا اچھا اجر پائیں گے اور غلط کام کریں گے تو اس کی سزا پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ آپ اصلاح نفس نہیں کر سکتے، نہ ہی یہ فرمایا ہے کہ معاف نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں کہ ایک بڑا مجرم شخص تھا۔ اس نے ننانوے قتل کئے ہوئے تھے۔ بالآخر اس کے ذہن میں آیا کہ اس نے اتنے گناہ کیے ہیں وہ کبھی بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ کسی نے اس کو بتایا یا اس کے ذہن میں آیا کہ اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا ہے۔ پس وہ کسی نیک شخص کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ میں اتنے جرم کر چکا ہوں کیا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر سکتا ہے؟ اس پر اس بظاہر نیک شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس نے سوچا کہ جہاں ننانوے قتل کئے ہیں وہاں ایک اور سہی۔ چنانچہ اس نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا۔ پھر کسی نے اس کو بتایا کہ اس شخص نے جو تمہیں بتایا وہ ٹھیک نہ تھا تم فلاں جگہ جاؤ وہاں جو شخص ہے وہ تمہیں اس بارے میں صحیح رہنمائی دے گا۔ چنانچہ یہ مجرم شخص اس سے ملنے چلا گیا لیکن راستے میں ہی فوت ہو گیا۔ جب وہ مرا تو جنت اور دوزخ کے فرشتے آ گئے۔ جنت والا فرشتہ کہتا کہ یہ نیک ارادے سے سفر کر رہا تھا اور راستے میں ہلاک ہو گیا ہے اس لیے میں اسے جنت میں لے جانے کے لئے آیا ہوں، جبکہ دوزخ والا فرشتہ کہنے لگا کہ یہ بڑا ظالم ہے یہ جہنم میں جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ راستے ناپے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ جس شخص کے پاس وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی امید کرتے ہوئے جا رہا تھا اور جتنا فاصلہ وہ طے کر چکا تھا وہ زیادہ تھا بنسبت اس فاصلہ کے جتنا کہ باقی تھا۔ چنانچہ وہ فرشتہ جو جنت سے آیا ہوا تھا اسے جنت میں لے گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ قسمت جانتا ہے۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن غفور رحیم بھی اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں۔ گناہ معاف کر سکتا ہے۔۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں اور جس حد تک ہماری استطاعت ہے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ چاہے تو ہمارے گناہ بخش دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مقدر بھی تبدیل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر ہم برے کام کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ سزا دے گا اور اگر ندامت پیدا کریں اور اللہ

تعالیٰ کی طرف جھکیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً معاف کرسکتا ہے۔

• **عزیزم گلفام اشرف نے سوال کیا کہ کیا پاکستان میں حالیہ سیلاب احمدیوں پر مظالم کی سزا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ صرف احمدیوں پر مظالم کی وجہ سے نہیں اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں۔ اب تو ان کے سیاستدانوں اور ملانے بھی کہنا شروع کر دیا ہے کہ ملک میں سیلاب اور قدرتی آفات بدامنی اور سیاسی انتشار سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ لیکن اس بات کا ادراک نہیں کرنا چاہتے کہ یہ ان کے برے کاموں اور معصوم لوگوں کو ہلاک کرنے کا نتیجہ ہے۔ میرے خیال میں احمدیوں پر مظالم اس کی ایک وجہ ہوسکتا ہے۔

• **عزیزم فاتح احمد نون نے سوال کیا کہ بعض اوقات نماز وقت پر ادا کرنے میں سستی ہو جاتی ہے اور پھر ہم ارادہ کرتے ہیں کہ آئندہ سستی نہیں کریں گے اس سستی کو کیسے ختم کر سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ جب آپ تھکے ہوئے ہوں تو آپ کھانا کھانا بھول جائیں۔ تو جب آپ تھکے ہونے کے باوجود کھانا کھانا نہیں بھولتے تو نماز تو آپ کی روحانی غذا ہے۔ اگر آپ کا ایمان پختہ ہے اور آپ اللہ سے پیار کرتے ہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کا فرض ہے تو پھر آپ نماز پڑھیں گے۔ آپ کو نماز کی اہمیت معلوم ہے کہ اس سے انسان اپنے خالق کا قرب حاصل کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ سب کچھ عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کچھ آپ کے پاس ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو پھر آپ کو شکر بھی ادا کرنا چاہیے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بغیر کسی سستی کے نماز وقت پر ادا کی جائے گی۔

ایک وقف نو اسماعیل احمد نے سوال کیا کہ حال ہی میں ملکہ الزبتھ فوت ہوئی ہے اور حضور نے اس کی فیملی سے اظہار افسوس کیا ہے ملکہ الزبتھ کی وہ کون سی ایسی خصوصیت ہے جو حضور انور کو سب سے زیادہ پسند تھی اور مستقبل کے رہنماؤں کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے؟

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** میں نے تو اس بارے میں سوچا نہیں۔ وہ ملک کی ملکہ تھی اور بطور برطانوی شہری میرا فرض تھا کہ میں اظہار افسوس کرتا۔ برطانوی سلطنت نے ہمیشہ سے تمام مذاہب کو آزادی دی ہے حتی کہ Colonialism کے دور میں بھی برصغیر پاک و ہند میں عیسائی حکومت ہونے کے باوجود اور عیسائیت اور عیسائی پادریوں کو حکومتی سرپرستی حاصل ہونے کے باوجود مسلمانوں کو مکمل آزادی دی۔ اس سے قبل سکھ حکومت کے دوران مساجد ویران ہوتی تھیں اور عبادت کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان کی تعریف کی۔ اگرچہ انہوں نے بعض غلط کام بھی کیے ہیں لیکن تمام مذاہب کو آزادی دینا ایک اچھا قدم تھا اور اسی وجہ سے تعریف کی۔ برطانوی حکومت کی وجہ سے مسلمان محفوظ رہے نہیں تو ختم ہو جاتے۔

عزیزم شایان اسلم نے سوال کیا کہ حضور انور شہر زائن، ڈیلس اور اب میری لینڈ تشریف لائے ہیں اب تک حضور انور کو کیا چیز بہت پسند آئی ہے اور کیا بہتر کیا جاسکتا ہے؟

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** ہر جگہ بہترین ہے۔ جہاں بھی میں احمدیوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اچھے ہیں، ایمان میں مضبوط ہیں، خوش ہیں، نمازوں کے لئے آرہے ہیں تو میں خوش ہوتا ہوں۔ کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ باہر تو کہیں نہیں گیا صرف مسجد گیا ہوں اور احمدیوں سے ملا ہوں۔ بس یہی میری خوشی ہے کہ آپ سب کے ایمان مضبوط ہیں اور خلافت سے مضبوط تعلق رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ آپ اپنے ایمان اور خلافت سے تعلق کو مضبوط تر کریں۔

عزیز مرزا مامون احمد بیگ نے سوال کیا کیا کہ حضور کی ایسے افراد کے لیے کیا رہنمائی و ہدایت ہے جو انسانیت کی خدمت کے جذبہ سے وکیل بن رہے ہیں

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** ’’انصاف‘‘ اور کوشش کریں کہ کامل عدل و انصاف کے بارے میں جو قرآن کریم نے ہدایات دی ہیں انہیں تلاش کریں۔ قرآن کریم کی کئی آیات کریمہ ہیں ان سے رہنمائی مل جائے گی۔ میں نے بھی کئی جگہ مختلف خطابات میں آیات بیان کی ہوئی ہیں وہاں بھی مل جائیں گی۔ تو اگر انصاف قائم کرسکیں یا اس کے لیے اپنا کردار ادا کرسکیں تو اس سے بہتر انسانی خدمت کیا ہوسکتی ہے۔

• **عزیزم فاران سمیع جدران نے سوال کیا کہ حضور کی رائے میں کیا یو ایس اے میں رہنے والے افراد کے لیے حج وعمرہ کرنا محفوظ ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: بالکل آپ کر سکتے ہیں۔ کسی کے پاسپورٹ پر نہیں لکھا کہ وہ احمدی ہے۔ بعض احمدی ایسے بھی ہیں جن کے پاس پاکستانی پاسپورٹ ہے اور ان پر احمدی لکھا ہوا ہے، اس کے باوجود وہ حج وعمرہ کے لئے جاتے ہیں۔ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو جا سکتے ہیں۔

• **عزیزم فہد میاں نے سوال کیا کہ حضور جب دورہ پر کسی ملک تشریف لاتے ہیں تو اس ملک کے ہر احمدی اور ان کی فیملی اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کریں لیکن بہت کم لوگ یہ سعادت حاصل کر پاتے ہیں ان احمدیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حضور کیا کہیں گے جو ملاقات کا شرف حاصل نہیں کر سکتے۔**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** بہت سے احمدی ہیں، صرف یہاں یو ایس اے میں نہیں بلکہ دیگر جگہوں پر بھی ہیں۔ پاکستان میں بھی ہیں۔ پاکستان میں لاکھوں احمدی ہیں، انڈیا میں، افریقہ میں۔ خلیفہ وقت تو ہر ایک کو جاکر نہیں مل سکتا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے ہر ایک احمدی ایم ٹی اے کے ذریعہ خلیفہ وقت سے رابطہ میں ہے۔ ہر جمعہ آپ خلیفۃ المسیح کا خطبہ سن سکتے ہیں۔ پس اگر آپ کا خلافت سے پختہ تعلق ہے تو آپ خطبہ سنیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ اللہ تعالیٰ کو خوش کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ خلافت سے اپنا تعلق مضبوط کر سکتے ہیں۔ صرف فیملیز کے ساتھ ملاقات کرنا آپ کا مقصد نہ ہو اصل چیز یہ ہے کہ اپنا ایمان بڑھانے کی کوشش کریں اور خلافت سے تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔

• **عزیزم اوصاف احمد تفہیم نے عرض کیا کہ میں 12 سال کا ہوں میرا سوال یہ ہے کہ جب حضور میری عمر کے تھے تو حضور کو کون سا کھیل پسند تھا اور کون سا مضمون پسند تھا؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: میں کرکٹ کھیلا کرتا تھا۔ تاہم میں کھیل میں اچھا نہیں تھا۔ پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ حقیقت سننا چاہتے ہیں تو مجھے کبھی کوئی مضمون پسند نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مدد کی میں بس ایک اوسط درجہ کا طالب علم تھا۔

فرمایا: لیکن آپ کو ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کو محنت کرنی چاہیے آپ وقف نو ہیں۔ آپ کیا بننا چاہتے ہیں؟

اس پر اوصاف نے عرض کی کہ میں انجینئر بننا چاہتا ہوں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا بس اگر انجینئر بننا چاہتے ہو تو محنت کرو۔

• **عزیزم احتشام عباسی صاحب نے عرض کیا کہ کالج آنے والے طلباء تعلیم کے ساتھ ساتھ جماعتیں کاموں میں توازن کس طرح رکھ سکتے ہیں؟**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** آپ پانچ دن کالج جاتے ہیں اور ویک اینڈ پر دو دن فارغ ہوتے ہیں۔ اگر آپ ویک اینڈ پر وقت ادھر ادھر ضائع نہ کریں اور کمپیوٹر وغیرہ پر لغو چیزیں نہ دیکھیں تو آپ وہی وقت جماعت کو دے سکتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ خدام الاحمدیہ سے کہیں کہ آپ کو کچھ کام دیں پھر ٹارگٹ رکھیں کہ ویک اینڈ پر چار سے پانچ گھنٹہ دینی تعلیم پر دیں۔ دینی علم بڑھائیں یہ آپ کو مستقبل میں جماعت کی خدمت کرنے میں مدد دے گا۔ ساتھ ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ سے کہیں کہ وہ کوئی ڈیوٹی دینا چاہتے ہیں تو دیں۔

• **عزیز محمد احمد سید طاہر نے سوال کیا کہ حضور جماعت کی حالیہ ضرورت کے پیش نظر حضور ہمیں ہائی سکول کے بعد کس فیلڈ میں جانے کا مشورہ دیں گے؟**

• **اس پر فرمایا:** آپ کی دلچسپی کس میں ہے؟ موصوف نے عرض کیا کہ کمپیوٹر سائنس و ٹیکنالوجی میں دلچسپی ہے۔

اس پر فرمایا کہ ٹھیک ہے مرکز کو بتائیں کہ یہ آپ کی دلچسپی ہے اور آپ تعلیم مکمل کرنے کے بعد باقاعدہ زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو مرکز کی طرف سے رہنمائی مل جائے گی۔ فی الوقت آپ کو جس بھی مضمون میں دلچسپی ہے اس میں دل جمعی سے تعلیم حاصل کریں۔

• **عزیزم عبدالودود بھٹی نے سوال کیا کہ ایسے واقفین نو جو اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں اور اپنی فیلڈ میں جاب حاصل نہیں کر سکے، وہ دیگر فیلڈز میں چلے جائیں یا پھر اپنی ہی فیلڈ میں کوشش کرتے رہیں؟**

• **اس پر حضور انور نے فرمایا:** بطور وقف نو تعلیم مکمل کرنے کے بعد سب سے پہلے آپ مرکز سے رہنمائی لیں۔ بتائیں کہ آپ نے تعلیم مکمل کر لی ہے اور پوچھیں کہ کیا کرنا چاہیے کیا جماعت چاہتی ہے کہ آپ کو امپلائی کرے یا پھر اپنی فیلڈ میں تجربہ حاصل کریں مرکز رہنمائی کرے گا لیکن اس دوران وقت ضائع کرنے کے بجائے کوئی نہ کوئی کام کریں چاہے کوئی چھوٹا ہی کام کیوں نہ ہو۔ اگر آپ کی فیلڈ میں کام نہیں مل رہا اور اس کی بجائے کوئی اور چھوٹا موٹا کام مل رہا ہو تو وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ کام کیا جائے۔ مصروف رہنا بہتر ہے اور مرکز سے بھی رہنمائی لیتے رہیں۔

• واقفین نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے کے ساتھ یہ کلاس آٹھ بج کر تین منٹ پر ختم ہوئی۔

• بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنے دفتر تشریف لے گئے۔

• ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الرحمن تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

رپورٹ: منزہ سلیم۔ جرمنی

ایک یادگار جلسہ سیرت النبیؐ

صداقت حضرت مسیح موعودؑ کا اعجازی نشان

1990ء کی بات ہے کہ خاکسار لاہور میں رہائش پذیر تھی۔ وہاں ایک اسکول میں ٹیچنگ کی پیشکش آئی جس میں خاکسار کو ایک نئے پرائمری اسکول کی بنیاد رکھنے کے لئے پرنسپل کے طور پہ مقرر کیا گیا۔ اس ادارے کے مالک کے ساتھ یہ طے پایا کہ پارٹنرشپ پہ کام کرتے ہیں محنت میری اور سب انویسٹمنٹ وہ کریں گے۔ اور جو منافع ہوگا اس میں برابر حصہ داری ہوگی۔ ابا جان چوہدری احمد حیات مرحوم کی وفات کے بعد مجھے روزگار کی اشد ضرورت تھی اور بحیثیت احمدی خاکسار محنت سے کبھی گھبرائی نہیں۔ سو خاکسار نے پیشکش قبول کی اور سب پیپر ورک، ٹیچرز کو متعین کرنا، ایڈورٹائزمنٹ، بچوں کو داخل کرنا، ان کے والدین سے بات چیت، سب کچھ خاکسار ہی کی ذمہ داری تھی۔ قارئین میں سے جو لوگ ادارہ بنانے کے مرحلے سے گزرے ہوں ان کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ کتنی محنت اور مسلسل تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ ادارے کے سربہت شریف انسان تھے سب کچھ خاکسار پہ چھوڑا ہوا تھا۔

سو خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو دعا کے لئے لکھتی رہی اور کام جاری رکھا۔ دو سال کی عرق ریزی اور جانفشانی و جہدِ مسلسل سے اسکول کامیابی سے چلنا شروع ہوگیا۔ شروع کے سال تو خرچہ ہی خرچہ تھا۔ نفع کوئی نہیں تھا اور خاکسار بغیر اجرت کے محنت کرتی رہی اور نیک نیتی سے اسکول کو اسٹیبلش کیا۔ دوسرے سال تقریباً 500 روپے اور تیسرے سال ہمیں ماہوار سب خرچے نکال کر ہزار روپے ماہانہ ملتے رہے اور خدا کے فضل سے سب علاقے والے بہت خوش تھے کہ اچھی پڑھائی ہے۔ بچوں پہ بہت محنت کی جاتی ہے اور تھوڑے عرصے میں اسکول کی ہر کلاس میں بچوں کی تعداد مکمل ہوگئی اور اس اسکول کا شمار اچھے اسکولوں میں ہونے لگا۔ الحمد للہ علی ذالک

ایک مرتبہ ایک ٹیچر جو کہ خاکسار سے پہلے سے کوشش میں تھی کہ ادارہ قائم ہو۔ مگر اس کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوسکی تھی۔ اس نے خاکسار اور ادارے کے سربراہ کی ایک ماہ کی تنخواہ لکھی ہوئی دیکھ لی اس ماہ ہمیں بچت میں سے 1735 روپے ہر ایک کو ملے تھے۔ جبکہ اس دور میں پرائمری کی ٹیچر اس ایریا میں تنخواہ 500روپے سے زیادہ نہ تھی۔ اس کو تو بہت غصہ آیا اور اس نے سر سے اظہار بھی کیا کہ میں تو مس منزہ سے پہلے سے محنت کر رہی ہوں اور میری تنخواہ صرف پانچ سو اور ان کی ڈیڑھ ہزار سے زیادہ۔ سر نے بتایا کہ مس منزہ ہیڈ مسٹرس کے فرائض بھی سرانجام دیتی ہیں اور کلاسز کو پڑھاتی بھی ہیں۔ سارا ادارہ چلا رہی ہیں۔ اگلے سال اسکول اور ترقی کرے گا تو سب کی تنخواہیں بڑھادی جائیں گی۔ خیر وہ ٹیچر کسی طور اس بات کو ماننے کو تیار نہ ہوئی اور اس ٹوہ میں رہنے لگی کہ وہ کسی طرح میری جگہ لے لے۔ ان دنوں خاکسار بحیثیت سیکریٹری تعلیم حلقے میں خدمات کی توفیق پا رہی تھی۔ ہماری صدر صاحبہ کسی کام کے سلسلے میں حلقے میں دورے کے لئے مجھے اسکول سے لینے کے لئے آگئیں۔ اب ان کے ساتھ مجھے جاتے دیکھ کر اس ٹیچر کو معلوم ہوگیا کہ یہ احمدی ہے۔ صدر صاحبہ یہاں پہ کافی عرصہ سے رہائش پذیر تھیں اور علاقے والوں کو معلوم تھا جبکہ ہم تھوڑا عرصہ پہلے آئے تھے۔ سو وہ فوراً سر کے پاس گئی کہ یہ تو مرزائی ہے۔ ہم بالکل ان کے ساتھ کام نہیں کرسکتے۔ ساتھ اس نے ایک دو اور ٹیچرز کو ملا لیا اور بہت مخالفت کرنے لگی۔ سر کی نیت میں بھی کھوٹ آگئی تھی کیونکہ اسکول تو اللہ کے فضل سے ترقی کی جانب رواں دواں تھا۔ انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ معاملہ بہت سنگین ہوگیا ہے۔ سب مخالفت کر رہے ہیں مجھے خود استعفیٰ دے کر چلی جائیں اور ساتھ یہ کہ آپ اس ایریا میں اپنا اسکول نہیں کھول سکتیں اس قسم کا بیان لکھ کر انہوں نے دستخط کرا لئے اور میرا استعفیٰ لے لیا۔

خاکسار بہت رنجیدہ تھی۔ اتنی محنت کے بعد صرف مذہب کو بنیاد بنا کر نکال دیا گیا۔ بہت پریشانی میں خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کا موقع ملا۔ پیارے آقا کو دعائیہ خط لکھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ دعائیں کبھی ضائع نہیں ہوتیں اور ہر کام میں خدا تعالیٰ کی مصلحت ہوتی ہے۔ سو کچھ ہی عرصہ میں اسی ایریا میں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے نہ صرف خاکسار کو باعزت روزگار سے نوازا بلکہ یہاں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجازی نشان کے طور پہ ایک یادگار اور منفرد و بے مثال جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس جلسے میں پانچ سو کے لگ بھگ غیر از جماعت احباب وخواتین و بچے شامل تھے اور اصل خصوصیت یہ تھی کہ اس جلسے کے پروگرام میں سب نعتیہ کلام، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام اور جماعتی شعراء کے کلام سے منتخب کیا گیا تھا اور چونکہ پروگرام خاکسار نے ہی کرایا تو ہر نعت سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ، عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز تحاریر میں سے اقتباسات پیش کئے گئے۔ یہ ایک بہت ہی ایمان افروز و یادگار جلسہ تھا۔ اس جلسے کا آنکھوں دیکھا حال قارئین الفضل کے پیش خدمت ہے:

ہوا یوں کہ اسی ایریا میں ایک اور انگلش میڈیم اسکول تھا۔ جس کے بارے مشہور تھا کہ وہاں کی پرنسپل بہت اصول پسند اور سخت ہے۔ عموماً ٹیچرز کو ہفتے دو بعد چھٹی کرادی جاتی ہے۔ وہاں پہ جاب کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے کا باعث ہوتا تھا۔

خاکسار نے وہاں رابطہ کیا۔ جلد ہی مجھے نوکری مل گئی اور اصول و ضوابط سمجھا دئے گئے۔ خاکسار کو نویں دسویں کلاس کی کلاس ٹیچر مقرر کیا گیا۔ واقعی یہاں پہ عام اسکولز سے بڑھ کر سخت اصول تھے۔ ہم احمدیوں کے تو سب کام ہی دعاؤں سے ہوتے ہیں۔ اس نئے اسکول میں روز دعا کرکے جاتی کہ یا اللہ! اپنے فضل سے ٹیچر کے طور پہ جو فرائض ہیں ان کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ سو اللہ کے فضل سے چھ ماہ خیریت سے گزر گئے۔ ایک ٹیچر نے تو برملا اظہار بھی کر دیا کہ ٹیچر منزہ آپ خوش قسمت ہیں کہ پرنسپل صاحبہ کی بہت کوشش کے باوجود آپ کے انداز تدریس میں یا نظم وضبط میں کمی کو اجاگر کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہو پائیں۔

اس اسکول میں سب اصول نرالے تھے۔ چھٹی کے بعد کلاس ورک اور ہوم ورک چیک کرنا پڑتا۔ اس لئے چھٹی کے بعد قریبی ہوٹل سے کھانا منگوا کر سب ٹیچرز مل کر کھالیتیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا کہ یہاں پہ بھی ہماری حلقہ صدر صاحبہ اکثر اسکول کے باہر کھڑی ہوتی تھیں۔ جونہی مجھے چھٹی ہوتی فوراً ساتھ لیتیں اور ہم جماعتی دورے پہ چلے جاتے۔ پاکستان میں اس دور میں فون کی سہولت اتنی نہیں تھی۔ سو سب جماعتی کاموں کے لیے دورے کیے جاتے۔ اجلاس کی اطلاع بھی گھروں میں جاکر دی جاتی تھی۔

مزید براں یہ کہ ہم احمدی اپنی خوبو سے بہرکیف پہچانے ہی جاتے ہیں۔ الحمد للہ۔ ایک روز دوپہر کو اسکول میں میری ساتھی اور میں مل کر کھانا کھا رہے تھے۔ روز کسی نہ کسی موضوع پہ دوران طعام ہلکی پھلکی گپ شپ ہوجاتی تھی۔ ایک ٹیچر نے اسلام کا موضوع چھیڑ دیا۔ کہنے لگی کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں پر دیکھو! اخبار تو بیشمار اخلاقی گراوٹ کی حرکتوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس معاشرے کو کسی مصلح کی ضرورت ہے دوسری بولی واقعی ٹھیک کہہ رہی ہو خاکسار نے اضافہ کرتے ہوئے کہا بات یہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کو بھول چکا ہے اسی لئے برائیاں معاشرے میں بڑھ رہی ہیں۔ ہم اسلامی تعلیمات بھولتے جا رہے ہیں۔ قرآن کریم میں تو ہے کہ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ہم دین سے دور ہو چکے ہیں اس لئے یہ سب ہو رہا ہے۔ پہلی ٹیچر نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا، سنا ہے مرزائیوں نے نیا نبی بنا لیا ہے۔ ان کے ساتھ تو کھانا بھی حرام ہے۔ اور جو ٹیچر میرے ساتھ ایک ہی رکابی میں کھانا کھا رہی تھی۔ بولی ہاں ہاں! ان کے ساتھ کھانا حرام ہے۔ اور نوالہ لگانے کے لیے میری رکابی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے جھٹ رکابی کھینچ لی۔ اس نے حیرت زدہ لہجے سے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ حرام ہے تو پھر میرے ساتھ کیوں کھا رہی ہیں؟ کہتی ہیں آپ مرزائی تو نہیں ہوسکتیں میں نے پوچھا وہ کیوں؟ کہنے لگیں اس لئے کہ آپ کا اخلاق بہت اچھا ہے اور آپ گہرا دینی علم رکھتی ہیں۔ ہم اکثر مسائل کا حل آپ ہی سے دریافت کرتے ہیں۔

ہاں ہاں! ہمارا مولوی مرزائی نہیں ہوسکتا۔ پہلی ٹیچر نے بھی اس میں اضافہ کیا۔ خاکسار نے کہا بھئی میں واقعی احمدی ہوں۔ سب اسٹاف ممبرز حیرت زدہ رہ گئیں۔ اور بات آئی گئی ہوگئی۔ بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ اس روز ایسا، خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے ہوا تھا۔ میں چونکہ وہاں نئی تھی پھونک پھونک کر دعائیں کرتی ہوئی وقت گزار رہی تھی۔ ربیع الاول کے مہینے کی آمد آمد تھی۔ اسٹاف روم میں پھر فکر اور پریشانی کے آثار نظر آنے لگے۔ پچھلے سال کی طرح اب پھر پتہ نہیں کون مشکل میں گرفتار ہوگا۔ کوئی کام میڈم کو پسند تو آتا نہیں۔ ہمیشہ کہتی ہیں کہ کچھ نیا اور منفرد اور دلچسپ ہونا چاہئے۔ میلاد کے دن پچھلی مرتبہ سب بچوں اور ان کے والدین اور سب مہمانوں کے سامنے پروگرام کی منتظمہ (موڈریٹر) کی بےعزتی کردی تھی۔ ان کو کسی کا احساس نہیں۔ سب نے باری باری دل کا غبار نکالا۔ سب ڈر رہے تھے کہ ان کو کہیں میلاد کرانے کی ذمہ داری نہ مل جائے۔ خیر مجھے کوئی پریشانی نہ تھی کیونکہ میرے خیال کے مطابق میں تو نئی تھی مجھے کیا؟ یہ لوگ جانیں اور ان کا کام۔

ٹیچرز کی میٹنگ تھی سب ڈرتے دعائیں کرتے ہوئے گئے۔ میڈم نے توقعات کے مطابق وہی کہا کہ ہم سب مسلمان ہیں اور اسکول میں میلاد کی روایت بہت پرانی ہے۔ پچھلے دو سال سے جو پروگرام ہو رہا ہے، میں بالکل

مطمئن نہیں ہوں۔سب معجزے جو بیان کئے گئے پرانے تھے۔ میں چاہتی ہوں اس مرتبہ کچھ نیا ہو۔ کچھ بالکل الگ ہو۔ پروگرام ایسا ہونا چاہئے کہ سب آنے والے عش عش کر اٹھیں۔ کیا خیال ہے کون ذمہ داری لے سکتا ہے؟ پورے کمرے میں ہو کا عالم طاری تھا۔ ہر طرف خاموشی۔ کوئی نہیں چاہتا تھا کہ اس مشکل میں گرفتار ہو۔

میڈم نے سکوت توڑا۔ بھئی! کوئی بھی ذمہ داری لینے کو تیار نہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کیا آپ میں سے کسی کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں؟

اس جملے کے بعد، میں، جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق کا دم بھرنے والی جماعت سے تھی، کیسے خاموش رہ سکتی تھی! دل نے کہا حامی بھر لینی چاہئے۔ پھر خیال آیا پندرہ سولہ اسٹاف ممبرز جان چھڑا رہے ہیں۔ کہیں میڈم مطمئن نہ ہوئیں تو کیا ہوگا۔

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت اور وفا کا تقاضا تھا کہ فوراً میرا ہاتھ اٹھ گیا تھا اسی اثنا میں میڈم کی آواز گونجی کہ اس مرتبہ یہ کام میں، مس منزہ کے سپرد کر رہی ہوں۔ میں، جو کہ پہلے ہی دلی طور پہ عہد کر چکی تھی۔ فوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایک آواز کونے سے بلند ہوئی۔ میڈم! آپ کو معلوم ہے مس منزہ تو (شاید بتانا چاہ رہی تھیں کہ مرزائی ہیں) میرا خیال ہے ان کو کسی مددگار کی بھی ضرورت نہیں مجھے یقین واثق ہے کہ مس منزہ اکیلے ہی میلاد بہت اچھا کرا لیں گی۔ پر خیال رہے کہ کچھ بھی پرانا نہ ہو۔ نعتیں، معجزے سب نیا ہونا چاہئے۔

معجزے کے نام پہ چند واقعات سن سن کر رٹ گئے ہیں (غیر از جماعت لوگوں نے کچھ معجزے گھڑے ہوئے ہیں۔ ان کی طرف اشارہ تھا) بس آپ کچھ ایسا کریں کہ سب حیران رہ جائیں۔ میں نے ایک لمحے کو چپ سادھی۔ دل میں خدا سے التجا کی کہ خدایا! تو ہی مددگار ہے۔ افوض امری الی اللہ پڑھا اور حامی بھر لی۔ میٹنگ برخواست ہوئی تو سب کی سانس میں سانس آئی۔ جان بچی سو لاکھوں پائے۔ سو ہما خاکسار کے سر پہ بٹھا دی گئی اور کسی کو مدد کے لئے بھی نہیں کہا گیا۔ کسی نے کہا، جان بوجھ کر آپ کو مشکل میں ڈالا گیا ہے۔

پہلے تو سات ممبرز پر مشتمل بورڈ بنایا جاتا ہے۔ اب تو پورا پروگرام ہی اناؤنسمنٹ سمیت آپ کے سپرد کر دیا ہے۔ لگتا ہے آپ کو نکالنے کا بہانہ سوچا گیا ہے۔ آپ جو مرضی کر لیں کبھی میڈم خوش نہیں ہوں گی۔ وغیرہ وغیرہ

خاکسار نے دل میں پختہ عزم کر لیا تھا۔ سو مطمئن تھی۔ ہمیشہ کی طرح پہلے اپنے امام وقت کو دعائیہ خط لکھا اور پھر صدقہ نکالا اور پروگرام کی تیاری شروع کر دی اور ایسے لگا جیسے

غیب سے فضل کے سامان ہوئے جاتے ہیں
مرحلے سارے ہی آسان ہوئے جاتے ہیں

شروع میں تو بہت گھبراہٹ تھی نظموں اور نعتوں کی طرز بھی خود ہی سکھانی تھی اور گو مجھے نظمیں سننے اور گھر میں سُر لگانے کا شوق تھا مگر آواز سُریلی نہ تھی مگر یہاں تو سب کچھ خود ہی کرنا تھا۔ خاکسار نویں کلاس کی کلاس ٹیچر تھیں۔ دسویں کو بھی سائنس کے مضامین پڑھاتی تھیں۔ انہیں کلاسوں کے طلباء طالبات کو تلاوت، حمد اور نعتوں کے لئے منتخب کیا۔ روزانہ فری پیریڈ میں تیاری ہونے لگی۔ حمد سکھانی شروع کی۔ کئی اچھی آواز والے بچے لئے۔ ٹیون سکھائی مگر کوئی بھی مجھے مطمئن نہیں کر پا رہا تھا۔ تلاوت اور نعتوں کی تیاری کرائی جا چکی تھی۔ پرنسپل صاحبہ حسب معمول کبھی چھپ کر اور کبھی سامنے آ کر جائزہ لیتی رہیں۔ ایک دن آئیں اور یوں گویا ہوئیں۔ آپ ماشاءاللہ بہت محنت سے سب تیاری کرا رہی ہیں تلاوت اور نعتیں تو بچوں نے بہت اچھی سیکھ لی ہے۔ پر حمد، جیسے آپ گا رہی ہیں، کوئی سیکھ نہیں پا رہا۔ اس لئے پلیز حمد آپ خود پروگرام میں پیش کریں۔ میں نے پس و پیش کی کہ نہیں میڈم! اناؤنسمنٹ میری ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں آپ سے زیادہ بہتر کوئی نہیں پڑھ پائے گا۔ آخر مجھے حامی بھرنی پڑی۔ نعتیں

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

حضرتِ سید ولد آدم، صلّی اللہ علیہ وسلّم
سب نبیوں میں افضل و اکرم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

سب بفضل خدا بہت عمدگی سے تیار ہو گئیں۔

میلاد کے روز اسکول کے بہت بڑے خوبصورت دالان میں تازہ رنگ کئے ہوئے پودوں کے گملے اور پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو چار سو پھیلی ہوئی تھی۔ مہمانوں کے لئے خوبصورت نشستیں لگائی جا چکی تھیں۔ اگلی پانچ قطاریں مہمانان خصوصی کے لئے مختص تھیں۔ کیونکہ بچوں کے والدین میں معزز آرمی آفیسر اور اسکولوں کے پرنسپلز، ڈاکٹرز وغیرہ اور والدین کو میلاد کا منفرد اور دلکش دعوت نامہ جا چکا تھا۔

آج صبح سے ہوا بہت خوشگوار چل رہی تھی۔ کل تک سب پریشان تھے کہ اس بلا کی حدت میں تو بیٹھنا مشکل ہو جائے گا۔ کہیں موسم کی شدت حاضری میں کمی کا باعث نہ بن جائے۔ دوسری طرف اسکول سے کچھ دور، گھر میں میری جان پہ بنی ہوئی تھی۔ دعائیں جاری تھیں۔ نویں اور دسویں کلاس کے سب بچے تو جیسے قسم کھا بیٹھے تھے کہ وہ اس میلاد کو کامیاب کرائے بغیر دم نہ لیں گے۔ خوش قسمتی سے دسویں جماعت کا میرا شاگرد عمران خطاط تھا وہ بڑے بڑے چارٹ لے کر ہمارے گھر روز آ جاتا تھا اور یوں خوبصورت انداز میں چارٹ تیار کئے جا چکے تھے۔ آخر ہفتے کا بابرکت دن آ گیا۔ مہمان آنا شروع ہوئے۔ پرنسپل صاحبہ اور اسٹاف ممبرز اسکول میں داخل ہوئے تو اسکول کچھ الگ ہی روحانی منظر پیش کر رہا تھا۔ ہر کمرے کے بلیک بورڈ اور وائٹ بورڈ پہ خوبصورت خطاطی میں اشعار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کر رہے تھے۔ ایک بہت بڑا بینر آویزاں تھا جس پہ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

تو میرے دل کا نور ہے، اے جانِ آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے، اے نیرِ ہدیٰ

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

الغرض جس طرف نگاہ اٹھتی، ایک منفرد انداز لئے، مدح حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل حسین شہ پارہ روح کو معطر کر جاتا۔ اسٹیج کو بھی روایت سے ہٹ کر کچھ الگ انداز میں موتیے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ پورا دالان مہمانوں سے کھچا کھچ بھر چکا تھا اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ کبھی ہلکی سی پھوار بھی پڑ جاتی جیسے کہ آسمان سے رحمت برس رہی ہو۔ سب ماؤں اور استادوں نے خصوصی طور پہ میلاد کے لئے بنوائے گئے رنگ برنگے، حسین اور زرق برق لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اسٹیج پہ ہلکے نیلے رنگ کے سادہ ڈھیلے ڈھالے برقعے میں ملبوس پروقار اور پر اعتماد انداز میں خاکسار نے تلاوت قرآن پاک سے پروگرام کا آغاز کرایا اور اس دالان میں جس میں کہ بچوں بڑوں کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ ایسے سناٹا چھا گیا کہ جیسے چھٹی کے بعد عمارت خالی ہو۔ تلاوت کے بعد حمد میں نے خود پیش کی۔ (میں آج تک حیران ہوں کہ اس جیسی دلکش اور مترنم آواز میں پھر کبھی حمد نہیں پڑھ سکی۔) الحمدللہ

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

حمد کا ایک ایک شعر دلوں میں اتر رہا تھا۔ کچھ آنکھیں تو آغاز میں ہی اس دل نشیں کلام کو سن کر نم ہو گئیں۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ:

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

ایسی عظیم تحریر تھی کہ ایک ایک لفظ دلوں کو چھو رہا تھا۔ اکثریت کے دل آہستہ آہستہ پگھل رہے تھے۔

اس کے بعد نعت رسول مقبول بہت مترنم آواز میں پیش کی گئی:

ع حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم

تمام فضا درود شریف کے ورد سے گونج اٹھی۔ سب چھوٹے بڑے صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ گنگنا رہے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ اس تحریر نے تو سب کے دل ہی موہ لئے۔

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملایک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جوں جوں پروگرام آگے بڑھ رہا تھا خاکسار کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ پر زیرلب دعاؤں سے پورے اعتماد سے ایک سے بڑھ کے ایک نئی اور اچھوتی نعت اور ایک سے ایک بڑھ کے نثر پاروں کی صورت میں موتی سب سماعتوں کی نظر کر رہی تھی اور نثر پاروں کے الفاظ جو سب کے لئے بالکل نئے تھے جو اس محفل میں موجود حاضرین وسامعین نے نہ کبھی پڑھے نہ کبھی سنے، سیدھے دل میں اتر رہے تھے جس کے زیر اثر آنسوؤں سے چہرے اور بھی نکھر گئے تھے۔ دل کی میلیں ختم ہو رہیں تھیں۔

اب محفل میلاد اپنے نقطہ عروج پر اور اختتام کے قریب تھی۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سلام پیش کیا جانا تھا۔ جو کہ غیر از جماعت لوگوں میں ان کا ایک مروجہ طریق ہوتا ہے کہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے ہیں اور یہیں پہ میرا اصل امتحان تھا۔ اس مروجہ رسم کو ختم کرنے کا عزم لئے ہوئے خاکسار نے اعلان کیا کہ اب شان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام و درود کا تحفہ پیش کیا جائے گا۔ مگر معزز حاضرین سے عاجزانہ گزارش ہے کہ اس دوران سب اپنی نشستوں پہ بیٹھے رہیں اور زیرلب درود شریف کا ورد جاری رکھیں۔

خوبصورت اور پرسوز آواز میں پانچ طالبات نے ؎

بدر گاہ ذی شان خیر الانام
بصد عجز و منت بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام
کہ اے شاہ کونین عالی مقام
علیك الصلوة علیك السلام

پیش کیا۔سب حاضرین وجد میں آگئے اور علیك الصلوة علیك السلام کے ورد سے فضا کو معطر کرتے رہے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ پوری محفل فرشتوں کے حصار میں ہو۔

حاضرین پہ روحانی خزائن کی تحاریر اور جماعتی منظوم کلام نے گہرا اثر کیا۔ بڑے بڑے سخت دلوں کو موم کر دیا تھا ان میں اکثریت کی تو باقاعدہ ہچکی بندھ چکی تھی۔ اور پرنسپل صاحبہ کی آنکھیں چھلک کر باقاعدہ ساون بھادوں کا منظر پیش کر رہیں تھیں۔

پورے مجمع سے ایک ہی قسم کی آوازیں اُٹھ رہی تھیں واہ واہ سبحان اللہ، سبحان اللہ! اتنے پیارے کلام کا خالق ضرور بہت ہی عظیم اور عارف باللہ انسان ہے اور لگتا ہے کہ کوئی بہت ہی پہنچے ہوئے اللہ والے بزرگ کا کلام ہے۔

وہ میڈم جن کے بارے کہا جا رہا تھا کہ ان کو کبھی کوئی پروگرام پسند نہیں آتا تھا، سب سے پہلے آئیں اور خاکسار کو روتے ہوئے گلے لگا لیا کہ آج عرصہ بعد ہمارے سر فخر سے بلند ہو گئے ہیں کہ اتنی باصلاحیت اور قابل شخصیت ہمارے ادارے کا حصہ ہیں۔ اتنا کامیاب پروگرام کرانے کا سہرا اکیلے آپ کے سر ہے۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔

مزید براں یہ کہ آپ کے لئے خوشخبری ہے کہ بہت معزز اداروں کے سربراہان نے خواہش ظاہر کی ہے کہ ان میلاد کرانے والی معزز ٹیچر سے درخواست کریں کہ ہمارے ہاں بھی میلاد کرانے کے لئے وقت نکالیں۔ خاکسار نے مسکرا کر دل میں سوچا کہ امام وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء سلسلہ کے بےمثال نثری اور منظوم کلام کا سحر ہے اور یہ میرا کمال سمجھ رہے ہیں۔ میں نے بڑے احترام سے عرض کیا۔ میڈم! یہ فائل جس میں سب نثری اور منظوم کلام ہے وہ آپ کاپی کرا کے ان کو دے سکتی ہیں پر میں میلاد کرانے ہرگز کہیں نہیں جاؤں

بقیہ صفحہ 5 پر

فقہی کارنر

نشان کے پورا ہونے پر دعوت دینا جائز ہے

خان صاحب عبد المجید نے کپورتھلہ سے حضرت (مسیح موعودؑ) کی خدمت میں ڈوئی کے شاندار نشان کے پورا ہونے کی خوشی پر دوستوں کو دعوت دینے کی اجازت حاصل کرنے کے واسطے خط لکھا۔

حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) نے اجازت دی فرمایا:

’’تحدیث بالنعمة کے طور پر ایسی دعوت کا دینا جائز ہے‘‘

(بدر 28/ مارچ 1907ء صفحہ 4)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

صبر کا سبق

حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خانؓ نے اپنی وفات سے چار پانچ روز قبل امۃ الحئی کو جو کہ قریب ہی کھڑی رہتی تھی فرمایا:

بیٹی! میری خواہش ہے کہ کہ میں تمہارے بہت قریب لگ کر بیٹھ جاؤں۔

بیٹی نے کہا:

ابا! میرا یہ مقام کہاں کہ آپ میرے قریب لگ کر بیٹھیں آپ حکم فرمائیں کہ میں آپ کے قریب لگ جاؤں۔

تو ہاتھ سے اشارہ کر کے بلایا امۃ الحئی نے سینے پر سر رکھ دیا تو باباجی نے انتہائی پیار سے فرمایا:

بیٹی! تم نے اپنی پوری کوشش کر لی امۃ الحئی نے کہا جی ابا آپ کی حالت تو خراب ہو رہی ہے فرمایا تو اب کیا کرنا چاہئے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے حضور آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتی ہوں فرمایا دیکھو! تمہارے بالوں کی ایک لٹ بھی بکھری ہوئی نہ ہو تم جیسا لباس پہنتی ہو اگر اس سے بہتر نہیں تو ویسا ضرور پہننا تمہاری آنکھوں سے آنسو گرتا کوئی نہ دیکھے کہ ہم جب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں تو اس کا اظہار بھی کرنا چاہئے۔

(انصار اللہ نومبر 1985ء صفحہ 145)

مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

طلوع وغروب آفتاب

23/نومبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:16	17:37
مدینہ منورہ	05:21	17:33
قادیان	05:38	17:26
ربوہ	05:18	17:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:03	16:06